سُورۃ بنی اسرائیل

رکوع نمبر ۱ — آیات ۱ تا ۱۰ — سُبحٰنَ الَّذِی ۱۵

سُورَةُ الإِسْرَاءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَإِحْدَى عَشْرَةَ آيَةً وَاثْنَا عَشَرَ رُكُوعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا
مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ
الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ
مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۱
وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى
لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ
دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۲
ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ
كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۳
وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ
لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ
لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۴
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ
عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا
خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۵
ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ
اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ
اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۶
اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫
وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ
الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا
الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ
لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۷

الجزء الخامس عشر

سورۂ الاسراء مکی ہے اور اسمیں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام
(یعنی خانۂ کعبہ) سے مسجد اقصٰے (یعنی بیت المقدس) تک
جسکے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اُسے اپنی (قدرت کی)
نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے ۱
اور ہم نے موسٰی کو کتاب عنایت کی تھی اور اُسکو بنی اسرائیل
کے لئے رہنما مقرر کیا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز
نہ ٹھہرانا ۲
اے اُن لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی
میں) سوار کیا تھا۔ بیشک نوح (ہمارے) شکرگزار بندے تھے ۳
اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا
کہ تم زمین میں دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی
کرو گے ۴
پس جب پہلے (وعدے) کا وقت آیا تو ہم نے اپنے
سخت لڑائی لڑنے والے بندے تم پر مسلط کر دیئے اور
وہ شہروں کے اندر پھیل گئے۔ اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا ۵
پھر ہم نے دوسری بار تم کو اُن پر غلبہ دیا اور مال اور
بیٹوں سے تمہاری مدد کی۔ اور تم کو جماعت کثیر
بنا دیا ۶
اگر تم نیکوکاری کرو گے تو اپنی جانوں کیلئے کرو گے اور اگر اعمال بد کرو گے
تو اُنکا (وبال بھی) تمہاری ہی جانوں پر ہو گا پھر جب دوسرے (وعدے) کا
وقت آیا (تو ہم نے پھر اپنے بندے بھیجے) تاکہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں
اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد (بیت المقدس) میں داخل ہو گئے تھے اُسی
طرح پھر اسمیں داخل ہو جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اُسے تباہ کر دیں ۷

—o—

THE CHILDREN OF ISRAEL

Revealed at Mecca

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1. Glorified be He Who carried His servant by night from the Inviolable Place of Worship[1] to the Far Distant Place of Worship[2] the neighbourhood whereof We have blessed, that We might show him of Our tokens! Lo! He, only He, is the Hearer, the Seer.

2. We gave unto Moses the Scripture, and We appointed it a guidance for the Children of Israel, saying: Choose no guardian beside Me.

3. (They were) the seed of those whom We carried (in the ship) along with Noah. Lo! he was a grateful slave.

4. And We decreed for the Children of Israel in the Scripture: Ye verily will work corruption in the earth twice, and ye will become great tyrants.

5. So when the time for the first of the two came, We roused against you slaves of Ours of great might who ravaged (your) country, and it was a threat performed.

6. Then We gave you once again your turn against them, and We aided you with wealth and children and made you more in soldiery.

7. (Saying): If ye do good, ye do good for your own souls, and if ye do evil, it is for them (in like manner). So, when the time for the second (of the judgments) came (We roused against you others of Our slaves) to ravage you, and to enter the Temple even as they entered it the first time, and to lay waste all that they conquered with an utter wasting.

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿٨﴾	اُمید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر وہی (حرکتیں) کرو گے تو ہم بھی وہی (پہلا سلوک) کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے ﴿٨﴾	8. It may be that your Lord will have mercy on you, but if ye repeat (the crime) We shall repeat (the punishment), and We have appointed hell a dungeon for the disbelievers.
اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿٩﴾	یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے اجرِ عظیم ہے ﴿٩﴾	9. Lo! this Qur'ân guideth unto that which is straightest, and giveth tidings unto the believers who do good works that theirs will be a great reward.
وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٠﴾ ع	اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کیلئے ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿١٠﴾	10. And that those who believe not in the Hereafter, for them We have prepared a painful doom.

اسرار و معارف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پ ١٥ - ع ١ - سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ ۔ ۔ ۔ ۔ الیٰ ۔ ۔ ۔ ۔ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا - ١ تا ١٠

یہ سورہ بھی نزول کے اعتبار سے مکّی ہے ۔ دعوت کی اہمیّت بیان کرنے کے بعد داعی کی عظمت اور رِعلوِ مرتبت کے تذکرہ سے شروع ہو کر بنی اسرائیل کے مختلف ادوار کو بطور نتائج زیرِ بحث لاتی ہے کہ زمانہ قریب میں بنی اسرائیل ہی بہترین مثال ہے ۔ جب انہوں نے دعوتِ الی اللہ قبول کی تو کیا اثرات مرتب ہوئے اور جب اس سے منہ پھیرا تو کیا نتیجہ سامنے آیا۔ سب سے پہلے عظمتِ نبوی ؐ کا ایک انوکھا واقعہ بیان ہوتا ہے ۔ انوکھا اِس اعتبار سے بھی ہے کہ تمام انبیاء و رُسل پر اللہ کا پیغام بذریعہ وحی زمین پر ہی نازل ہُوا یا اللہ کے ذاتی کلام سے نوازے گئے تو بھی زمین پر آسمانوں کی دُنیا یا آخرت کا مشاہدہ نصیب ہُوا تو کشفاً مردوں میں زندگی کیسے لوٹائی جائے گی ۔ یہ صورتِ حال بھی زمین ہی پر دکھائی گئی مگر آپ ﷺ کا عجیب معجزہ یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ وحی سے زمین پر مشرف ہوئے ۔ آسمان بالا سے آسمان اور آخرت کو کشفاً بھی ملاحظہ فرماتے مگر جو واقعہ بیان ہو رہا ہے جسے واقعۂ معراج سے موسوم کیا گیا ہے

اس میں آپ ﷺ جسدِ عنصری کے ساتھ آسمانوں پر اور آسمانوں سے بہت آگے جہاں تک اللہ نے چاہا تشریف لے گئے۔ اِس عالم میں اور اِس مقام پر اللہ سے شرفِ ہمکلامی نصیب ہُوا۔ اور جنّت و دوزخ کو بنفسِ نفیس ملاحظہ فرمایا۔ یہ ایسی عجیب بات ہے جو تمام عالمِ انسانیت میں اور سب نبیوں اور رسولوں میں صرف آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔ علمارِ اہلِ سنّت کے نزدیک معراج جسمانی پر قرآن وحدیث کے دلائل موجود ہیں اور اس پر اجماع ہے۔ اِس کا انکار کرنے والا زندیق و ملحد ہے۔ جیسے علاّمہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ "فَحَدِيْثُ الْاِسْرَاءِ اَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَعْرَضَ عَنْهُ الزَّنَادِقَةَ وَالْمُلْحِدُوْنَ ۝ کہ واقعۂ معراج کی احادیث پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور ملحدو زندیق اس کا انکار کرتے ہیں۔"

ارشاد ہوتا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے یعنی حضرت محمد ﷺ کو لے گئی۔ رات کو مسجدِ حرام یعنی مکّہ مکرّمہ سے مسجدِ اقصیٰ یعنی بیت المقدس جس کے گرد ہم نے برکات رکھی ہیں کہ اسے عجائباتِ قدرت دکھائیں بیشک اللہ ہی بڑے دیکھنے والے اور سننے والے ہیں۔

واقعۂ معراج

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ واقعۂ معراج جسمانی تھا اور یہ محض روحانی سفر نہ تھا۔ یہ سب قرآن کریم سے ثابت ہے اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اس کا بیان ہی لفظ سُبحان سے شروع فرمایا کہ اللہ پاک ہے ہر کمزوری سے اور جو بھی چاہے کرنے پہ قادر ہے۔ جس نے یہ عظیم الشان کام اپنی قدرتِ کاملہ سے کیا کہ اپنے بندے کو راتوں رات مکّہ مکرّمہ سے بیت المقدس لے گیا۔ پھر اسے بیشمار عجائبات کا مشاہدہ کروایا مثلاً انبیاء سابقہ سے ملاقات، آسمانوں پر تشریف لے جانا۔ وہاں سے آگے جہاں تک اللہ نے چاہا جانا اللہ کریم سے شرفِ ہمکلامی اور دارِ آخرت و جنّت و دوزخ کا دیکھنا اور پھر رات ختم ہونے سے قبل مکّہ مکرّمہ میں پہنچ جانا۔

اگر یہ سفر محض روحانی ہوتا تو اس کی مثال خواب کی سی ہوتی جس کا انکار اس شدّت سے کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی کہ کفّارِ مکّہ نے نہ صرف انکار کیا بلکہ مذاق اُڑایا اور یہاں تک کہ بعض نومسلم

جو ابھی ایمان میں پختہ نہ تھے مُرتد ہو گئے۔ جیسے آج بھی بعض لوگ انکار کر کے ہو رہے ہیں مشرکینِ مکّہ کو تو حیرت اِس بات پہ تھی کہ رات بھر میں بیت المقدس جانا اور واپس پہنچنا کیسے ممکن ہے۔ جبکہ انہیں اِس سفر میں مہینوں لگ جاتے تھے۔ انہوں نے دو ہی طرح کے سوال کیے۔ ایک بیت المقدس کی عمارت کے بارے جو انہوں نے دیکھ رکھی تھی مگر آپ ﷺ کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تھے تو اگر اس شب آپؐ گئے اور دیکھی تو تفصیل بتائیے جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ اس وقت بھی کشفاً اللہ نے روبرو کر دی۔ اور دُوسرے اپنے ان قافلوں کے بارے پُوچھا جو بیت المقدس کی راہ میں سفر کر رہے تھے۔ جہاں تک معراج کے رُوحانی یا خواب ہونے کا تعلق ہے تو ایسے واقعات تو بہت ہیں جو احادیث میں بھی مذکور ہیں۔ اور قرآن میں بھی آپ ﷺ کی رویا کا حق ہونا ثابت ہے۔ تو جو روایات معراج کے رُوحانی ہونے کے بارے ہیں وہ ان واقعات سے متعلق ہیں۔ جو واقعہ بیان ہُوا یہ بہر حال جسمانی ہے۔

کہ قدرتِ کاملہ کے بیان کے بعد فرمایا اسریٰ بعبدہٖ لے گیا اپنے بندے کو اور بندہ صرف رُوح کا نام نہیں بلکہ رُوح مع الجسد ہے۔ دُوسرے زمین و زمان کی مسافتیں یک آن سمیٹ لینے والی ہستی بھی اس کی مخلوق اور محبوب ہے اور اس کا بندہ ہے۔ اس میں خدائی اوصاف پیدا نہیں ہو گئے کہ کوئی عیسائیوں کی طرح کا عقیدہ اپنا کر گمراہ نہ ہو۔ تیسری بات کہ انسان کا انتہائی مرتبہ بھی اللہ کی بندگی اور اس کا اور صرف اس کا بندہ ہونا ہے۔ کسی نبی یا ولی یا مقربِ الٰہی کو حدودِ بندگی سے بالاتر نہ مانا جائے اور چوتھے سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ بندے تو سب اس کے ہیں مگر کسی کو وہ اپنا بندہ فرمادے تو اس کا مقام الگ ہے۔ اس زمانے میں اس طرح سفر کرنا ناممکنات میں سے تھا مگر آج تو سائنس نے مادی آلات ایجاد کر کے اس کو ممکن بنا دیا۔ رُوئے زمین پر ایک مخلوق کو ہوائی جہاز آنِ واحد میں مختلف ممالک میں پہنچا رہے ہیں اور خلائی راکٹ کی ایجاد نے تو اور کمال دکھا دیا اگر یہ سب مادی اسباب و ذرائع سے محض انسان بغیر کفر و ایمان کی قید کے بھی کر سکتا ہے تو اللہ تو قادر ہے جیسے چاہے کرے۔

طی الارض

معجزاتِ انبیاء بطور کرامت اولیاء اُمّت میں منتقل ہوتے ہیں۔ اِسی لیے اہل اللہ سے بہت تھوڑے وقت میں بغیر ظاہری اسباب کے دُور دراز پہنچنا ثابت ہے جیسے اصطلاح میں طی الارض کہا گیا ہے۔

واقعہ معراج مختصراً

واقعہ معراج آپ ﷺ کا بیداری کا سفر ہے جس میں آپ ﷺ مکّہ مکرّمہ سے بیت المقدس تک براق نامی جنّت کی سواری پر تشریف لے گئے جہاں آپؐ نے دو رکعت ادا فرمائیں۔ پھر ایک قدرتی زینے کے ذریعے سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ جہاں پر آسمان پر مختلف انبیاء نے آپؐ کا استقبال فرمایا۔ جبرائیل امینؑ ساتھ تھے اور تعارف کراتے جاتے تھے۔ ساتوں آسمانوں سے اُوپر سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا۔ ساتویں آسمان پر بیت المعمور کو ملاحظہ فرمایا جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السّلام تشریف فرما تھے۔ پھر وہاں سے رفرف پر جو اس عالم کی سواری تھی بہت آگے تشریف لے گئے جہاں جبرائیلؑ امین بھی ساتویں آسمان سے آگے نہ جا سکے۔ آپؐ جسمانی طور پر آگے جہاں تک اللہ نے چاہا تشریف لے گئے۔

دیدارِ باری تعالیٰ

علماء کا اختلاف ہے کہ اللہ کی ذات کا دیدار ہُوا یا نہ ہُوا جو لوگ قائل نہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس دُنیا میں دیدارِ باری محال ہے ہاں آخرت میں روزِ قیامت بھی خوش نصیبوں کو اور جنّت میں سب کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ضرور ہوگا تو حق یہ ہے کہ آپ ﷺ اس وقت اِس دارِ دُنیا میں تو تشریف فرما نہ تھے بلکہ بالائے عرش یا جہاں تک اللہ نے لے جانا چاہا وہاں تھے۔ ایسی بلندی اور تنہا قربِ الٰہی تھا کہ جبرائیلؑ امین جو فرشتوں کے سردار رہیں وہاں تک جانے کا سوچ نہ سکتے تھے تو وہاں دیدارِ باری ہونا دُنیا پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔ شرفِ ہمکلامی سے نوازے گئے جس کی یادگار اور جس کا انعام پچاس نمازوں کی صُورت میں تمام اُمّت کو نصیب ہُوا پھر تعداد میں پانچ رہ گئیں جو اجر کے حساب سے پچاس ہی ہیں۔ آپ ﷺ نے جنّت و دوزخ کو دیکھا۔ راستہ بھر برزخ کے احوال کا مشاہدہ فرمایا اور پھر واپس تشریف لائے تمام انبیاء بیت المقدس تک

آپؐ کے ہمرکاب آئے۔ وہاں آپ ﷺ نے امامت فرمائی اور سب نے نماز ادا فرمائی اور آپؐ واپس مکّہ مکرّمہ تشریف لے آئے۔ یقیناً پاک اور بے مثل و بے مثال ہے۔ وہ ذات جس نے اپنے بندے اور حبیب ﷺ کو ان بلندیوں سے نوازا۔

مقاماتِ سلوک

جن بلندیوں پر آپ ﷺ جسمانی طور پر تشریف لے گئے۔ آپؐ کے متبعین کی ارواح آپؐ کے قلبِ اطہر کے انوارات حاصل کر کے جب اللہ کی عطا سے ان رفعتوں پر اپنی رُوح کو پہنچا پاتے ہیں تو انہی کو مقاماتِ سلوک کہا جاتا ہے اور اسی سفر کا نام سیرِ سلوک ہے اور اہلِ اللہ اپنی اپنی استعداد اور اللہ کی عطا کے مطابق یہ سفر طے کرتے اور منازل حاصل کرتے ہیں جبکہ ان کے اجسام زمین پر ہی ہوتے ہیں وہ پاکیزگی، نفاست اور لطافت جو جسمِ مصطفویؐ کو نصیب تھی اِس کا عشرِ عشیر کسی رُوح کو نصیب ہو جائے تو وہ اس راہ پر چل نکلتی ہے۔

کہ مسجدِ اقصیٰ کے گرد کو ہم نے برکات سے بھر دیا ہُوا ہے کہ ظاہری طور پہ بہترین سرسبز خطّہ ہے جہاں پھلوں کی کثرت ہوتی ہے اور باطنی طور پہ مہبط تجلّیات اور بہت سے انبیاء و رُسل کی آرام گاہ بھی ہے مگر اسی ماحول کے مشاہدے پہ بس نہ فرمایا بلکہ فرمایا لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا کہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھانے کو اس سفر پر لائے تھے۔ جن میں برزخ، آسمان، آسمانی مخلوق بالائے آسمان، لوحِ محفوظ، عرشِ عظیم اور جنّت و دوزخ اور اُخروی حیات کے واقعات سب شامل ہیں کہ اللہ ہی حقیقی سُننے اور دیکھنے والا ہے۔ اور قادر ہے جسے جو چاہے دکھائے جو چاہے سُنا دے۔

ہم نے موسیٰؑ پر بھی کتاب نازل فرمائی جس کے نزول میں بھی ایسے ہی عجائبات رُونما ہوئے تھے اور انہیں ذاتِ باری سے شرفِ ہمکلامی نصیب ہُوا تھا نیز بنی اسرائیل کے لیے وہی کتاب ہدایت کا سبب تھی اور اس کا مرکزی نقطہ بھی تو یہی تھا کہ تیرے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ جانو کہ اللہ کو رب ماننے کا معنیٰ یہی ہے کہ اپنی ساری امیدیں اسی ایک ذات سے وابستہ کی جائیں اور ہر حال میں اسی کی اطاعت کی جائے آخر تم لوگ طوفانِ نوح میں بھی تو دیکھ چکے ہو

کہ تم انہی لوگوں کی اولاد ہو جن کو ہم نے کشتی میں سوار کر کے بچایا تھا جبکہ سارا عالم غرقِ آب ہُوا۔ اور یہ تائیدِ باری اسی وجہ سے نصیب ہوئی تھی کہ نوح علیہ السّلام ہمارے شکر گزار بندے تھے۔

بنی اسرائیل کی کتابوں میں یہ پیشگوئی بھی فرمادی گئی کہ تم رُوئے زمین پر دوبار بہت زیادہ فساد مچاؤ گے اور سرکشی اختیار کرو گے۔ فساد سے مراد اللہ کی نافرمانی اس کی عبادات میں ہے۔ اور سرکشی سے مراد ہے کہ مخلوق کو ایذا دو گے اور دوسروں پر ظلم و زیادتی کرو گے جس کا نتیجہ بھی تمہیں کو بھگتنا ہو گا۔ تفسیر بیان القرآن میں متعدد بار یہود کی تباہی مختلف بادشاہوں کے ہاتھوں، اور پھر سے آبادی کا ذکر ہے۔ مگر یہاں کون سے دو واقعات کا تذکرہ ہے حدیث شریف کے مطابق پہلا واقعہ بُخت نصر کا ہے جو بابل کا حکمران تھا بہت طاقت ور اور سخت گیر۔ چنانچہ جب بنی اسرائیل کے گناہ حد سے بڑھے تو اس کو ان پر مسلّط کر دیا گیا۔ جس نے شہر تباہ کر دیئے۔ بیت المقدس کو لُوٹا اور سونا چاندی اور جواہرات کی لاکھوں گاڑیاں بھر کر لے گیا۔ بنی اسرائیل بہت سے قتل ہُوئے اور بہت سوں کو قیدی اور غلام بنا کر ساتھ لے گیا اور ذلّت و رُسوائی سے دوچار ہوئے۔ لہٰذا ارشاد ہے کہ جب پہلا موقع آیا کہ ہم نے تم پر اپنے بندوں کو چڑھا دیا جو بہت لڑاکا تھے۔ اور تمہارے شہروں پہ پل پڑے اور تمہیں تباہ کر دیا کہ اللہ کا وعدہ یہی تھا جو ہو کر رہا یعنی جرم پر سزا مرتب ہوئی۔

کافر بھی اللہ ہی کا بندہ ہے

یہاں کفّار کو عبادًلنا فرمایا کہ بندے تو اسی کے ہیں۔ مگر عبادنا نہ فرمایا کہ مقبول نہیں ہیں اور کفار کا مسلمانوں پہ غلبہ بطور سزا ہوتا ہے۔ جیسے آجکل مسلمانوں پہ کفّار غالب ہیں۔

پھر تمہیں مدّت بعد گلو خلاصی نصیب ہوئی تم نے اپنی اصلاح کی اللہ نے رحم فرمایا اور پھر سے تمہیں ملک نصیب ہُوا۔ مال اور اولاد میں اللہ نے اضافہ فرما کر تمہیں طاقتور کر دیا اور تمہاری فوج کو ایک مضبوط لشکر بنا دیا۔ بابل کو شکست ہوئی۔ بنی اسرائیل آزاد ہو کر طاقتور بن گئے۔ مگر جب اقتدار و اختیار ملا اور طاقت نصیب ہوئی تو آہستہ آہستہ پھر سے گمراہی کی طرف بڑھنے لگے۔ جبکہ یہ قانونِ الٰہی بتا دیا گیا تھا کہ اگر نیکی کرو گے تو اپنے بھلے کو ہی کرو گے اور اس کا فائدہ تمہیں کو ہو گا۔

اگر بُرائی اختیار کرو گے تو بھی خُود بھگتو گے مگر باز نہ آئے حتیٰ کہ دوبارہ وہی روش اختیار کی تو قیصرِ رُوم ان پر چڑھ دوڑا اور برّی و بحری دونوں اطراف سے چڑھائی کر دی۔ بہت لوگ مارے گئے کچھ قید ہُوئے اور شہروں کو تباہ کر کے سب کچھ لُوٹ کر لے گیا۔ اور بُختِ نصر کی طرح مسجد میں بھی گھسا اور بیت المقدس کو بہت بُری طرح لُوٹا۔ اور مال و اسباب گاڑیوں میں بھر کر لے گیا۔ اس کے بعد بھی مایوسی کی کوئی وجہ نہیں کہ اللہ بہت کریم ہے۔ تم اپنی حالت کی اصلاح کر لو تو وُہ بھی تم پر رحم فرمائے گا۔ کہ تمہارا پروردگار ہے۔ مگر یہ قانون ہمیشہ کے لیے یاد رکھ لو۔ اگر تم واپس بُرائی ہی کی طرف پلٹ جاؤ گے تو سنّتِ الٰہی کے مطابق حالات بھی تمہاری بربادی کی طرف پلٹ جائیں گے اور سرکشی کا انجام تو کفر ہے۔ اگر کفر پر خاتمہ ہُوا تو بہت سخت قید خانہ ہے۔ یعنی جہنّم جہاں کافروں کو رکھا جائے گا۔

ایسے ہی اب پھر یہ کتاب یعنی قرآنِ حکیم اللہ کی طرف سے نازل ہُوا ہے جو بالکل سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ عقائد و اعمال، دین و دُنیا ہر معاملے میں سب سے **اعلےٰ طریقہ** اختیار کرنے کی صرف دعوت ہی نہیں دیتا وہ طریقہ بھی بتاتا ہے اور جو لوگ ایمان لا کر عملی طور پر وہ راستہ اپنا لیتے ہیں انہیں بہت بڑے انعامات کی خوش خبری بھی دیتا ہے۔ رہی بات نہ ماننے والوں کی تو آخرت کا انکار کرنے والوں کے لیے ہم نے بہت دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

رکوع نمبر ۲ — آیات ۱۱ تا ۲۲ — سُبحٰنَ الَّذِیۤ ۱۵/۲

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ⑪	اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہو اُسی طرح بُرائی مانگتا ہو۔ اور انسان جلدباز (پیدا ہُوا) ہے ⑪	11. Man prayeth for evil as he prayeth for good; for man was ever hasty.
وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫	اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا۔ اور دن کی نشانی کو روشن۔ تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور برسوں کا شُمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے ⑫	12. And We appoint the night and the day two portents. Then We make dark the portent of the night, and We make the portent of the day sight-giving, that ye may seek bounty from your Lord, and that ye may know the computation of the years, and the reckoning, and everything have We expounded with a clear expounding.
وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ	اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بصورتِ کتاب)	13. And every man's augury have We fastened to his own neck, and We shall bring forth

عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا
يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ
عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾
مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ
وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا
مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾
وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا
مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا
الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾
وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ
نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ
خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ
فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا
لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾
وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾
كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۗءِ وَهٰٓؤُلَاۗءِ مِنْ عَطَاۗءِ
رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَاۗءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾
اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ
وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾
لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ
مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع ۲

اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے۔ اور قیامت کے روز (وہ)
کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا (۱۳)
(کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی
محاسب کافی ہے (۱۴)
جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لئے اختیار
کرتا ہے۔ اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اسی کو
ہوگا۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔
اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے (۱۵)
اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ
لوگوں کو (فواحش پر) مامور کر دیا تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے پھر اس پر
(عذاب کا) حکم ثابت ہو گیا۔ اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا (۱۶)
اور ہم نے نوح کے بعد بہت سی امتوں کو ہلاک کر ڈالا۔
اور تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے
اور دیکھنے والا کافی ہے (۱۷)
جو شخص دنیا (کی آسودگی) کا خواہشمند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور
جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے لئے جہنم کو (ٹھکانا) مقرر کر رکھا ہے
جس میں وہ نفرین سن کر اور (درگاہ خدا سے) راندہ ہو کر داخل ہوگا (۱۸)
اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو اور اس میں اتنی کوشش کرے جتنی
اسے لائق ہے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے (۱۹)
ہم ان کو اور ان کو سب کو تمہارے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے
ہیں۔ اور تمہارے پروردگار کی بخشش (کسی سے) رکی ہوئی نہیں (۲۰)
دیکھو ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔ اور آخرت
درجوں میں (دنیا سے) بہت برتر اور برتری میں کہیں بڑھ کر ہے (۲۱)
اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ملامتیں سن کر اور
بےکس ہو کر بیٹھے رہ جاؤ گے (۲۲)

for him on the Day of Resurrection a book which he will find wide open.

14. (And it will be said unto him): Read thy book. Thy soul sufficeth as reckoner against thee this day.

15. Whosoever goeth right, it is only for (the good of) his own soul that he goeth right, and whosoever erreth, erreth only to its hurt. No laden soul can bear another's load. We never punish until We have sent a messenger.

16. And when We would destroy a township We send commandment to its folk who live at ease, and afterward they commit abomination therein, and so the word (of doom) hath effect for it, and We annihilate it with complete annihilation.

17. How many generations have We destroyed since Noah! And Allah sufficeth as Knower and Beholder of the sins of His slaves.

18. Whoso desireth that (life) which hasteneth away, We hasten for him therein that We will for whom We please. And afterward We have appointed for him hell; he will endure the heat thereof, condemned, rejected.

19. And whoso desireth the Hereafter and striveth for it with the effort necessary, being a believer, for such, their effort findeth favour (with their Lord).

20. Each do We supply, both these and those, from the bounty of thy Lord. And the bounty of thy Lord can never be walled up.

21. See how We prefer one above another, and verily the Hereafter will be greater in degrees and greater in preferment.

22. Set not up with Allah any other god (O man) lest thou sit down reproved, forsaken.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۲ - وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَيْرِ ... الی ... فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۱۱ تا ۲۲

تو آخر لوگ کیوں کفر کرتے ہیں۔ جبکہ نہ تو اس سے دنیا میں سکون ملتا ہے اور نہ آخرت کے

جلد بازی کے فیصلے

انعام کی اُمید۔ تو یہ انسانی مزاج کی جلد بازی ہے اور اس کا یہ حال دارِ دُنیا میں بھی تو ظاہر ہے کہ بعض اوقات جلد بازی میں فیصلہ کر کے ایسی دُعا مانگ لیتا ہے جو دُنیا میں ہی اس کی تباہی کا سبب بن جاتی ہے جیسے انہی دنوں نضر بن حارث نے اسلام کی مخالفت میں بیت اللہ میں دُعا کی جو قرآن میں مذکور ہے۔ ترجمہ یہ ہے "یا اللہ اگر یہ اسلام حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور دردناک عذاب بھیج دے"۔ اور اللہ کی شان اس کے فوراً بعد بدر میں تباہ ہوئے، اُحد میں مار کھائی، خندق سے ناکام لوٹے اور بالآخر مکّہ مکرّمہ فتح ہو کر وہاں سے کفّار و مشرکین کا نام مٹ گیا۔

قابلِ غور تو شب و روز ہی کافی ہیں

اگر انسان جلد بازی نہ کرے اور اللہ کریم کی دی ہوئی عقل کو استعمال کرے تو کیا یہ شب و روز اللہ کی عظمت کے گواہ نہیں؟ یقیناً ہیں کہ رات کی تاریکی اپنے دامن میں انسانی کردار کے کتنے بدنما داغ چھپا کر ہر جاندار کو نیند اور آرام کی گھڑیاں مہیا کرتی ہے اور حیوانی ابدان دن بھر میں جو قوت کار خرچ کرتے ہیں شب بھر میں وہ پھر سے بحال ہو جاتی ہے۔

پھر دن روشنی بکھیرتا ہُوا نمودار ہوتا ہے اور جدوجہد حیات کا نئے سرے سے آغاز ہو جاتا ہے۔ ایک چیونٹی اور ایک مکّھی سے لے کر انسان تک حصولِ رزق اور بقائے حیات کے لیے سرگرم عمل نظر آتے ہیں اور انسان اپنے پروردگار کی پیدا کردہ نعمتوں کے حصول میں کوشاں ہوتا ہے۔ نیز یہ شب و روز دنوں، مہینوں اور سالوں وغیرہ کی گنتی اور حساب کا کام بھی تو دیتے ہیں۔

شمسی حساب بھی دُرست ہے

اگر ایک سا عالم رہتا تو شمار کرنا محال ہوتا تو گویا شمسی حساب رکھنا اور تاریخیں شمار کرنا دُرست ہے۔ اگرچہ عبادات مثلاً حج رمضان وغیرہ قمری حساب سے مقرر فرمائے گئے ہیں تو کیا یہ رات دن کے لانے اور تبدیل کرنے میں جتنی بڑی صنعت اور کتنا بڑا نظام بغیر کسی خرابی سے اور بغیر کسی رکاوٹ و تاخیر کے روزِ اوّل سے بدستور چل رہا ہے۔ یہ اپنے چلانے والے کی عظمت، حکمت اور قدرت پہ کم

گواہ ہے؟ ہم نے تو ہدایت کے لیے اور انسانی عقل و شعور کی راہ نمائی کے لیے ہر شے بہت تفصیل سے بیان کی ہے۔ اب انسانی فکر پہ مدار ہے کہ وہ کیا سوچتا ہے۔ مگر یہ جان لو کہ ہم نے ہر انسان کے کردار کو اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے اور وہ جہاں جاتا ہے اپنی بداعمالی کے اثرات ساتھ ساتھ لیے پھرتا ہے۔ دُنیا کے معاملات میں دیکھ لیں افراد سے لے کر اقوام تک کے حالات پہ نظر کریں یا دارِ آخرت ہو تو وہاں تو اعمالنامہ کھول کر ہر انسان کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا۔ اور حکم دیا جائے گا کہ اپنا اعمالنامہ پڑھ لو اور یہ جان لو کہ تم خود ہی اپنے لیے بہترین منصف ہو۔ یعنی ہر عمل کو دیکھتے جاؤ کہ دُنیا میں جب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں تھا تو تم نے کتنے اُمور میں اللہ کی اطاعت کی۔ آج تمہارا ہی فیصلہ لاگو ہو گا اور اجر پاؤ گے یا پھر تم نے کس قدر نافرمانی کرنے کا فیصلہ کیا تھا آج اسی فیصلے کے مطابق سزا پاؤ گے۔

اگر کوئی سیدھی راہ اپناتا ہے اور اللہ کی اطاعت کا فیصلہ کرتا ہے اور اس پر عمل کرنے میں کوشاں ہوتا ہے تو یہ کسی پہ احسان نہیں بلکہ وہ اپنے بھلے کو کرتا ہے کہ کل اجر پائے گا اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے۔ اس کی سزا بھی وہ خود ہی بھگتے گا کہ کسی دُوسرے انسان پر کسی کا بوجھ نہ ڈالا جائیگا۔

کفّار کی نابالغ اولاد

صاحبِ تفسیرِ مظہری اور دُوسرے مفسرین نے یہاں سے اخذ کیا ہے کہ کفّار کی نابالغ اولاد محض والدین کے کفر کے باعث دوزخ میں نہ جائے گی۔

نیز جب تک ہم کسی کو اسبابِ ہدایت میسّر نہیں کرتے اس کی گرفت بھی نہیں کی جاتی اور اُسے عذاب نہیں کیا جاتا یہاں بعثت رسولؐ کی مراد اسباب ہدایت اس لیے کی ہے کہ مفسرین کرام کے نزدیک اللہ کریم نبی بھیج دے یا محض عقل عطا کردے تو بھی اس کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر اس کے لاشریک اور بے مثل ہونے کا اقرار تو ضروری ہے اور جہاں نبی کی تعلیم نہ پہنچے وہاں یہ اقرار ہی باعثِ نجات بھی ہے۔

عیّاش اور بدکار حکمران تباہی کی طرف لے جاتے ہیں

اور جب کسی بھی قوم کی نافرمانی اس حد کو پہنچتی ہے کہ اُسے ہلاک کر دینے سے پھر وہ لوگ اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ خواہ بوساطتِ نبوت پہنچے یا کم از کم عقلی اور شعوری دلائل سے تو عظمتِ الٰہی کے ثبوت سامنے ہوتے ہیں۔ مگر دولت مند لوگ عیاشی میں مبتلا ہو کر عوام کو بھی اپنی راہ پر لگا لیتے ہیں کہ انسانی مزاج ہی ایسا ہے کہ لوگ امرا کے پیچھے چلنے لگتے ہیں اور انجام کار سب تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ نوح علیہ السّلام کے بعد بھی جب لوگ دُنیا میں آباد ہوئے بڑھے پھلے تو کتنی بہت سی اقوام تباہ و برباد ہوئیں۔ جن کے حالات انسانی عبرت کے لیے کافی ہیں۔ اور آپ رب انسانوں کے کردار کو بہت بہتر جانتا ہے اور لوگوں کی نافرمانی پہ وہ خود ہی بہت بڑا نگران ہے۔ چنانچہ جو کوئی جیسا کرتا ہے بھرتا ہے۔

نیّت اور ارادہ

اگر کوئی عمل ہی بنیادی طور پر دُنیا کے حصول کی خاطر کرتا ہے۔ یعنی اسے آخرت پہ یقین حاصل نہیں اور صرف دُنیا کے فوائد حاصل کرنے کے لیے مختلف صُورتیں اختیار کرتا ہے خواہ وہ صورت بظاہر بھلائی ہی ہو تو اسے دُنیا اس کی خواہش کے مطابق نہیں ملتی بلکہ اللہ جتنی چاہتا ہے دیتا ہے ہاں اس کی نیّت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنّم میں داخل ہوتا ہے اور آخرت میں اُسے کچھ نہیں ملتا اور اگر کوئی نیّت حصُولِ آخرت کی کرتا ہے اور پھر صحیح محنت اور دُرست اقدامات کرتا ہے۔ یعنی عمل سنّت کے مطابق کرتا ہے نیز عقیدہ کھرا رکھتا ہے۔

حصولِ آخرت کے لیے بنیادی باتیں

گویا حصولِ آخرت کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں۔ اوّل نیّت و ارادہ کہ عقلی دلائل کا مشاہدہ و مطالعہ کر کے یا دعوتِ الی اللہ پا کر آخرت کے حصول کا ارادہ کرے۔ دوسرے صرف ارادہ پہ نہ بیٹھ رہے عمل کرے اور تیسرے عمل اپنی پسند سے نہ کرے کہ یہ رواجات، رسُومات اور بدعات جتنی بھی دلکش ہوں ان کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ عمل کی بُنیاد سُنّتِ رسُول ﷺ پہ ضروری ہے اور

چوتھی اور آخری بات عقیدہ کی صحت ہے۔ اگر عقیدہ ہی دُرست نہ ہو تو پھر کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہوتا مگر جن میں یہ شرائط پائی جائیں ایسے لوگوں کی محنت ٹھکانے لگتی ہے جو حقیقی کامیابی ہے وہ انہیں نصیب ہوتی ہے۔

دولتِ دُنیا مقبولیّت کا معیار نہیں

جہاں تک تیرے پروردگار کی ربوبیت کا تعلق ہے تو وہ عام ہے۔ نیک و بد مومن و کافر دولتِ دُنیا اور صحت و اولاد وغیرہ نعمتیں پا رہے ہیں۔ دونوں طرف سب لوگ ایک سے نہیں اور نہ ہی اس کی شانِ ربوبیت کو کوئی شے روک سکتی ہے۔ دُنیا کا رزق ہر ایک کو دیتا ہے۔ اور اپنی حکمتِ بالغہ سے ان میں درجہ بندی کر دی۔ امیر غریب اور حاکم و ماتحت بنا دیئے مگر یہ حال تو گذر جائے گا اصل نعمت تو آخرت کی ہے۔ جسے کفّار یا نافرمان نہیں پاسکیں گے بلکہ اطاعت شعاروں کا حصّہ ہے۔ اور وہ بہت بڑی نعمت ہے درجات کے اعتبار سے بھی عظیم اور فضیلت کی رُو سے بھی بہت بڑی۔

لہٰذا اے مخاطب کبھی بھی اور کسی بھی طرح اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت نہ کر اور معبودِ برحق کی توحید کو خالص اور کھرا رکھ ورنہ سب کچھ لٹا پٹا کر بیٹھ رہے گا نہ عمل باقی بچے گا اور نہ کوئی محنت۔

رکوع نمبر ۳ — آیات ۲۳ تا ۳۰ — سُبحٰنَ الَّذِیۡ ۱۵ / ۳

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ
وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ
عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ
قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾

اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اگر اُن میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا اور اُن سے بات ادب کے ساتھ کرنا ﴿۲۳﴾

23. Thy Lord hath decreed, that ye worship none save Him, and (that ye show) kindness to parents. If one of them or both of them attain to old age with thee, say not "Fie" unto them nor repulse them, but speak unto them a gracious word.

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ
الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾

اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دُعا کرو کہ اے پروردگار جیسا اُنہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما ﴿۲۴﴾

24. And lower unto them the wing of submission through mercy, and say: My Lord! Have mercy on them both as they did care for me when I was little!

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿٢٥﴾

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخش دینے والا ہے ﴿۲۵﴾

25. Your Lord is best aware of what is in your minds. If ye are righteous, then lo! He was ever Forgiving unto those who turn (unto Him).

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾

اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو اُن کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اُڑاؤ ﴿۲۶﴾

26. Give the kinsman his due, and the needy, and the wayfarer, and squander not (thy wealth) in wantonness.

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾

کہ فضول خرچی کرنیوالے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کی نعمتوں کا کفران کرنیوالا (یعنی ناشکرا) ہے ﴿۲۷﴾

27. Lo! the squanderers were ever brothers of the devils, and the devil was ever an ingrate to his Lord.

وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا ﴿٢٨﴾

اگر تم اپنے پروردگار کی رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو ان (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو ﴿۲۸﴾

28. But if thou turn away from them, seeking mercy from thy Lord, for which thou hopest, then speak unto them a reasonable word.

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا ﴿٢٩﴾

اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کر لو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ ﴿۲۹﴾

29. And let not thy hand be chained to thy neck nor open it with a complete opening, lest thou sit down rebuked, denuded.

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٣٠﴾ ع

بیشک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور ان کو دیکھ رہا ہے ﴿۳۰﴾

30. Lo! thy Lord enlargeth the provision for whom He will, and straiteneth (it for whom He will). Lo, He was ever Knower, Seer of His slaves.

اسرار و معارف

پ۱۵ - ع ۳ - وقضیٰ ربك الاّ تعبدوٓا ..... الی ..... انّہٗ کان بعبادہٖ خبیرًا بصیرًا ۲۳ تا ۳۰

حقوق اللہ میں سب سے مقدم توحید ہے کہ جس نے توحیدِ باری کو ہی کھو دیا اور عقیدہ درست نہ رکھا وہ بھلا اور کیا اطاعت کر سکے گا اور حقوق العباد میں سب سے پہلا والدین کا ہے کہ تیرے پروردگار نے یہ طے فرما دیا کہ اس کی ذات کے علاوہ کسی کی عبادت مت کر اور ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو۔

ماں باپ کے حقوق

جس طرح کتاب اللہ میں والدین سے حسنِ سلوک کا حکم ہے اسی طرح حدیث شریف میں اس کے بے پناہ فضائل ارشاد ہوئے ہیں۔ بلکہ یہاں تک ارشاد ہے کہ والدین تیری جنّت یا دوزخ ہیں یعنی ان کی اطاعت میں جنّت اور

بے ادبی میں دوزخ ہے اور یہ بھی ارشاد ہے کہ سب گناہوں کی سزا مؤخر ہوسکتی ہے مگر والدین کی حق تلفی کی سزا آخرت سے پہلے دُنیا میں بھی ملتی ہے۔

اللہ کی نافرمانی میں والدین کی اطاعت نہ ہوگی

یہ بات متفق علیہ ہے کہ لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق - کہ والدین کی اطاعت بھی صرف جائز امور میں ہوگی - گناہ یا اللہ کی نافرمانی میں جائز نہ ہوگی -

والدین سے حُسنِ سلوک کے لیے ان کا مُسلمان ہونا ضروری نہیں

والدین اگر غیر مسلم بھی ہوں تو بھی ان کی خدمت کرنا فرض ہے - حتیٰ کہ ان کی ہدایت کے لیے یا دُنیا کی بہتری کے لیے دُعا بھی کی جانی چاہیئے اور اگر والدین اجازت نہ دیں تو جو کام فرضِ عین نہ ہو اس کا کرنا درست نہ ہوگا جیسے جہاد اگر فرضِ عین نہ فرض کفایہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر نہ جائے -

علمِ دین اور تبلیغ

اگر بقدرِ فرض علمِ دین حاصل ہو تو عالم بننے کے لیے یا دین کی تبلیغ کے لیے والدین کی اجازت کے بغیر سفر جائز نہ ہوگا - یہی حال ان لوگوں کا ہے جو ازواج یا اولاد کی ذمّہ داری اُدھوری چھوڑ کر جو ان کا حق ہے - تبلیغ کا بہانہ کرتے ہیں اور سفر کے لیے نکل جاتے ہیں -

والدین کے دوستوں سے معاملہ

والدین کی وفات کے بعد بھی ان کے احباب سے اچھا معاملہ بھی کرے جیسا کہ ان کی حیات میں کرنا ضروری ہے بلکہ یہاں تک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی محبوبہ بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی ان کی سہیلیوں کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے -

اولاد اور اس کا مال دونوں والدین ہی کے ہیں

والدین اولاد کا مال اس کی اجازت کے

بغیر بھی لے سکتے ہیں۔ کہ وہ انہی کا ہے۔ جیسے ایک شخص کے والد کی شکایت پر کہ اس نے میرا مال لے لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انت و مالك لابيك کہ تُو اور تیرا مال بھی سب باپ ہی کا ہے۔

تو فرمایا وہ دونوں یا ان میں سے ایک اگر بوڑھے ہو جائیں تو انہیں بوجھ نہ سمجھ اور نہ ہی ان کی خدمت میں کوتاہی کر، نہ لہجہ سخت اختیار کر بلکہ اُف تک مت کر اور انہیں سخت الفاظ مت کہہ بلکہ ہمیشہ لطف و محبّت سے بات کیا کرو۔ بلکہ اُن کی خدمت کے لیے ہر آن خود کو تیار رکھو، اور محبّت و شفقت سے اُن کی خدمت میں جھکے جھکے رہو۔ اور ان کا حق بنتا ہے کہ ان کے لیے دُعا بھی کیا کرو کہ اے پروردگار جس طرح انہوں نے مجھے میرے بچپن میں آرام پہنچایا تو انہیں بڑھاپے اور کمزوری میں اپنی رحمت سے نواز۔

اللہ کریم تمہارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ اگر دانستہ یا غلطی سے کوئی گستاخی سرزد ہو بھی گئی مگر دلی طور پر ایسا کرنا نہ چاہتا ہو تو اللہ کریم خوب جانتے ہیں۔ ارادہ نیک رکھو تو کوتاہی معاف کر دیتا ہے۔ جب انسان کو احساسِ ندامت ہو اور اس سے باز آ جائے۔

والدین کے بعد قرابت داروں کا حق ہے کہ اُن سے حُسنِ سلوک کیا جائے۔ اگر محتاج ہوں تو مال سے مدد کی جائے یا محتاج ہوں تو خیال رکھا جائے ورنہ عزّت و احترام ان پر احسان نہیں ان کا حق ہے۔ ایسے ہی مساکین و غربا کا خیال رکھو کہ ان سے شفقت، ان کی دیکھ بھال اور ان کی مالی مدد یہ سب ان کا حق ہے جو ایک مسلمان کے ذمّہ ہے اور مسافر غریب الوطن بھی تمہارے حُسنِ سلوک کا مستحق ہے۔ اللہ کریم نے ان کی خدمت بقدرِ استطاعت ان کا حق قرار دی ہے۔ ان پر احسان نہیں جتایا جا سکتا۔ اور اللہ کے دیئے ہوئے مال کو بے موقع اور غیر ضروری امور میں خرچ مت کرو کہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ محض اپنی بڑائی منوانے کو اللہ کا دیا ہوا مال ناجائز امور اور غلط مواقع پہ ضائع کرتے ہیں۔ اور شیطان تو اپنے پروردگار کا نافرمان ہے۔ ہاں اپنی جائز خواہشات کو اپنی حیثیت کے مطابق پورا کرنا فضول خرچی میں داخل نہ ہو گا۔ لیکن اگر تمہارے پاس دینے کو کچھ نہ ہو کہ کسی مستحق کی مدد کر سکو تو ان سے بات بہت نرم لہجے میں اور محبت و شفقت سے کرو سختی سے یا ڈانٹ

کرمت بولو۔ کہ اسلامی اخلاق کو تو ضائع نہ ہونے دو۔ اور مال خرچ کرنے میں حُسنِ انتظام کا اہتمام کرو کسی بدنظمی کا شکار نہ ہونا چاہیئے۔ کہ یا تو اس قدر کنجوس بن جائے کہ گویا اس کے ہاتھ اپنی ہی گردن سے بندھے ہوں یعنی جائز امور میں بھی خرچ نہ کرے یا بالکل کھول دے اور ناروا امور میں بھی دولت ضائع کرتا رہے۔ حتیٰ کہ خود قلاش اور مفلس ہو کر ٹھوکریں کھانے لگے۔ غرض ایک اعتدال ہونا ضروری ہے کہ مال میں تنگی یا فراخی ہوتی رہتی ہے تو خرچ کا انداز بھی اسی حیثیّت کے مطابق اپنایا جائے کہ یہ پروردگار کا نظام ہے جو روزی کو بڑھا بھی دیتا ہے اور جس کے لیے وہ چاہے تنگ بھی کر دیتا ہے۔ لہٰذا فراخی کی حالت میں فضول خرچی کر کے تکبّر کا اظہار نہ کرے اور تنگی میں ناروا طریقے اپنا کر نافرمان نہ بنے بلکہ زندگی اور معاملات و اخراجات کو اعتدال کی راہ پہ رکھے۔ کہ بلاشبہ رب کریم اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں ہر آن دیکھ رہا ہے۔

رکوع نمبر ۴ آیات ۳۱ تا ۴۰ سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵ / ۴

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿٣١﴾

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا کیونکہ اُن کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے ﴿٣١﴾

31. Slay not your children, fearing a fall to poverty. We shall provide for them and for you. Lo! the slaying of them is great sin.

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾

اور زنا کے بھی پاس نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے ﴿٣٢﴾

32. And come not near unto adultery. Lo! it is an abomination and an evil way.

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿٣٣﴾

اور جس جاندار کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اُسے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی بفتوائے شریعت) اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اسکے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اسکو چاہیے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے۔ کہ وہ منصور و فتحیاب ہے ﴿٣٣﴾

33. And slay not the life which Allah hath forbidden save with right. Whoso is slain wrongfully, We have given power unto his heir, but let him not commit excess in slaying. Lo! he will be helped.

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ﴿٣٤﴾

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی ﴿٣٤﴾

34. Come not near the wealth of the orphan save with that which is better till he come to strength, and keep the covenant. Lo! of the covenant it will be asked.

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ
وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾

اور جب (کوئی چیز) ماپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور
جب تول کر دو تو ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ یہ بہت اچھی
بات اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے ﴿۳۵﴾

35. Fill the measure when ye measure, and weigh with a right balance; that is meet, and better in the end.

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ
السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ
كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿۳۶﴾

اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے
نہ پڑ۔ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے
ضرور باز پرس ہوگی ﴿۳۶﴾

36. (O man), follow not that whereof thou hast no knowledge. Lo! the hearing and the sight and the heart—of each of these it will be asked.

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ
لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
طُوْلًا ﴿۳۷﴾

اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین کو
پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی
چوٹی) تک پہنچ جائے گا ﴿۳۷﴾

37. And walk not in the earth exultant. Lo! thou canst not rend the earth, nor canst thou stretch to the height of the hills.

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ
مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾

ان سب (عادتوں) کی برائی تیرے پروردگار کے
نزدیک بہت ناپسند ہے ﴿۳۸﴾

38. The evil of all that is hateful in the sight of thy Lord.

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ
الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

(اے پیغمبر) یہ ان (ہدایتوں) میں سے ہیں جو خدا نے دانائی کی باتیں
تمہاری طرف وحی کی ہیں اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ (ایسا کرنے سے)
ملامت زدہ اور (درگاہ خدا سے) راندہ بنا کر جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے ﴿۳۹﴾

39. This is (part) of that wisdom wherewith thy Lord hath inspired thee (O Muhammad). And set not up with Allah any other god lest thou be cast into hell, reproved, abandoned.

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ
مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ
قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع

(مشرکو!) کیا تمہارے پروردگار نے تم کو تو لڑکے دیئے
اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنایا۔ کچھ شک نہیں کہ (یہ)
تم بڑی (نامعقول) بات کہتے ہو ﴿۴۰﴾

40. Hath your Lord then distinguished you (O men of Mecca) by giving you sons, and hath chosen for Himself females from among the angels? Lo! verily ye speak an awful word!

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۴ - و لا تقتلوا اولادکم ..... الی .... انکم تقولون قولا عظیما - ۳۱ تا ۴۰

اب اگلا حکم اولاد کے ساتھ تعلق کا ارشاد ہوا کہ لوگ اولاد کو قتل کر دیتے خصوصاً بیٹیوں کو اور یہ رواج عہد جاہلیت میں بڑے فخر کی بات سمجھا جاتا تھا۔ اس پر ارشاد ہوا کہ اللہ کریم سب کا رازق ہے۔ اولاد دیتا ہے تو اسے بغیر رزق کے دنیا میں پیدا نہیں کرتا بلکہ انہیں بھی رزق دیتا جیسے خود تمہیں دیتا ہے اور ان کا قتل تو بہت بڑا گناہ ہے۔

ضبط تولید آج کے دور کا یہ مسئلہ کہ آبادی میں اضافہ روکنے کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر ضبط تولید کو رواج دیا جا رہا ہے۔ بھی بہت ہی گناہ اگرچہ یہ قتل اولاد

نہ بھی ہو تو گناہ تو بہت بڑا ہے کہ اس کا سبب بھی یہی بتایا جاتا ہے کہ ضروریاتِ زندگی مہیا نہ ہو سکیں گی۔ ہاں قتل کا اطلاق اس پر ہو گا جب بچے میں جان پڑ جائے جو حمل کے ایک سو بیس دن بعد پڑتی ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے ایسا کرنا قتل نہ ہو گا مگر سخت گناہ ہے اور کسی دوسری وجہ مثلاً عورت کی صحت کے سبب یا اس کی زندگی کو خطرہ ہو تو جائز ہے۔ ہاں پھر بھی ایسا عارضی علاج جو مانع حمل ہو درست ہو گا۔ مستقل اپریشن وغیرہ کرانا جائز نہیں کہ تخلیقِ باری میں تبدیلی حرام ہے بجز اس کے کہ کوئی معقول وجہ جواز ہو۔

اگلا حکم زنا کے متعلق ہے جو ایک ایسی لعنت ہے کہ نہ صرف بہت بڑی بے حیائی ہے بلکہ تباہی کا راستہ بھی ہے کہ عموماً قتلِ انسانی کا باعث بنتا ہے اور افراد سے لے کر اقوام و ممالک تک میں قتل و غارت گری شروع کرا دیتا ہے۔ پھر اس سے پیدا ہونے والا انسانی بچہ ایک طرح سے معاشرے میں کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہوتا ہے۔ جس کی کوئی اصل نہ ہو اس کا ردِ عمل اس کی ذات میں اتنا شدید ہوتا ہے کہ انتقاماً معاشرے کو برائی میں دھکیلنے میں پوری کوشش کرتا ہے۔ اِسی لیے ارشاد ہوا کہ اس کے قریب بھی مت جاؤ یعنی ایسے امور سے بچنا بھی ضروری ہے جو زنا کا سبب بن سکتے ہوں اور قتلِ اولاد کے ساتھ اس کا ذکر اس لیے بھی ہے کہ ایک طرح سے زانی بھی اپنی نسل قطع کرتا ہے اور اگر اولاد بھی ہو جائے تو اس کا والد نہیں کہلا سکتا۔ اِسی لیے اِس فعل پر اسلام میں سخت ترین یعنی سنگسار کی سزا ہے۔

اگلا حکم دوسروں کے قتل سے متعلق ہے یہ اپنی اولاد کے قتل سے ممانعت تھی تو دوسرے بھی کسی کی اولاد ہیں اور انہیں حیات ان کے رب نے دی ہے۔ لہٰذا ان سے چھیننا ہرگز درست نہیں بلکہ بہت بڑا جرم ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی کے قتل کا حکم دے یعنی قصاص میں قتل ہو یا جہاد میں مقابل کو قتل کیا جائے اور اگر کسی کو ناحق قتل کر ہی دیا جائے تو اللہ نے اس کے وارثوں کو حق دیا ہے کہ وہ اس کا قصاص لے یا اگر وارث نہ ہو تو ریاست وارث ہو گی اور حکومت قصاص لے گی جس کا اپنا طریقہ ہے کہ ثبوت ہو پھر وارث کی پسند کہ دیت لے کر معاف کرے یا بدلے میں قتل کرے

کہ اس کا اُسے حق دیا گیا ہے مگر یہ یاد رہے کہ وہ بھی زیادتی نہ کرے اور ظلم کا مرتکب نہ ہو۔ ورنہ جو تائید اُسے حاصل تھی وہ بحیثیت مظلوم تھی۔ اب اگر وہ خود ظالم بن گیا تو ظاہر ہے تائید باری تو مظلوم کا ساتھ دے گی۔ کہ اگر کسی نے ظلم کیا ہے تو بدلہ لینا تو دُرست ہے مگر انصاف شرط ہے کہ ظلم کا جواب بھی ظلم سے دیا گیا تو معاشرے میں ظلم پھیلے گا حالانکہ بدلہ اور انصاف کا تقاضا تو ظلم کی راہ روکنا ہے اور قیامِ امن ہے۔

اور یتیم کے مال کے قریب مت پھٹکو یعنی ایسے طریقے نہ اپناؤ کہ اس کا مال ہتھیا سکو، ہاں احسن طریقے سے جس میں اس کی بہتری پر جائز طور پر خرچ کیا جا سکے ضرور خرچ کرو۔ تا آنکہ وہ خود جوان ہو کر اپنا کام سنبھال لے۔ مال تو کسی کا بھی ناجائز طور پر کھانا جائز نہیں۔ مگر دوسرے مُطالبہ تو کر سکتے ہیں۔ یتیم ایک ایسا بچہ ہوتا ہے جو نہ اپنے مال کی حفاظت کا اہل ہوتا ہے اور نہ کوئی مطالبہ کر سکتا ہے۔

معاہدات

نیز جو عہد بھی کرو وہ ضرور پُورا کرو کہ سب سے پہلا عہد رب العالمین کے ساتھ اطاعت کا ہے جو ازل میں کیا گیا پھر اگر کسی نے کلمہ پڑھا تو ایک نیا عہد کر لیا جو نبی کے ذریعہ سے اللہ کی مکمّل اطاعت کا تقاضا کرتا ہے۔ نیز معاملات اور کاروبارِ حیات میں مختلف معاہدے کرنا پڑتے ہیں جن کا پُورا کرنا واجب ہوتا ہے اور بغیر شرعی عذر کے انہیں توڑا نہیں جا سکتا۔ بشرطیکہ وہ شرعاً بھی جائز ہوں اگر کوئی ایسا وعدہ کر دیا گیا جس کے بارے بعد میں علم ہُوا کہ شرعاً جائز نہیں تو اُسے پُورا نہ کیا جائے گا بلکہ فریق ثانی کو بھی اطلاع کر کے ختم کر دیا جائے گا۔ اور یاد رکھو جیسے دیگر فرائض و واجبات کی پرسش ہوگی۔ اِسی طرح عہد کی پرسش بھی کی جائے گی یعنی اس کی اہمیت کسی طرح کم نہیں ہے۔

ناپ تول

اور جب ناپ تول کرنے لگو تو پُورا پُورا ناپ کرو اور صحیح ترازو سے تولو کہ یہ کام فی نفسہٖ بہترین بھی ہے۔ اور اس کا نتیجہ بہت اچھا ہے۔ انسانی رشتے اور تعلقات جوڑنے میں بھی اور لین دین میں کمی نہ کرنا تجارتی ترقی اور کثرتِ مال کا سبب بھی ہے۔

علماء کے مطابق ملازم تنخواہ کے مقابلے میں اور مزدور اُجرت کے مقابل اپنا کام پورا اور دیانتداری سے کرے کہ یہ بھی ناپ تول میں داخل ہے۔

اور جن باتوں کی کوئی صحیح خبر نہ ہو ان کے پیچھے مت پڑو یعنی بلا تحقیق بات کو مت بڑھاؤ۔ یہ کلیہ زندگی کے تمام امور میں کامیابی کا ضامن اور سکون کا باعث ہے کہ معاشرے میں فسادات اور بدامنی کا ایک بہت بڑا سبب سُنی سنائی باتوں پہ لوگوں کا ردِّ عمل ہے۔" فقیر کا دوست ایک جج تھا۔ ایک بار اس نے پُرسکون رہنے کے لیے کوئی وظیفہ پُوچھا تو عرض کیا کہ میری ایک عادت ہے۔گھر یا باہر وہ بات نہیں سُنا کرتا جو میرے متعلق نہ ہو یا جس میں میری کوئی ذمّہ داری نہ ہو اگر ہو سکے تو یہی طریقہ اپنا لو اور وظیفے اللہ کی رضا کے لیے پڑھا کرو جو احادیث میں دیئے گئے ہیں۔بعد میں ملاقات پر بتانے لگے کہ بیشتر پریشانی سے جان چھوٹ گئی ہے۔" تو اکثر فساد اور خرابی بلاتحقیق باتوں کی پیدا کردہ ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسی باتوں کو ترک کر دینا ضروری ہے۔ نیز سماعت و بصارت کی کوئی فضول نعمت نہیں کہ اسے فضول کاموں میں لگایا جائے یہ تو اللہ کی بہت بڑی عطا ہے اور اس کے بارے پرسش ہوگی کہ اسے کہاں کہاں خرچ کیا۔

فواد یا دل بہت قیمتی دولت ہے

انسانی دل یا فواد دل کا وہ اندرونی حصّہ یا کیفیّت جس میں خواہش پیدا ہوتی ہے وُہ تو انسان کو اس لیے عطا ہُوا تھا کہ اس میں اللہ کی طلب پیدا ہو، اس سے محبّت پیدا ہو اور اس کے عشق کا شعلہ بھڑکے مگر انسان نے خرافات اور فضول باتیں سُن کر نا روا اور فضول مناظر دیکھ کر اسے برباد کر دیا۔ گویا یہ ثابت ہُوا کہ سماعت و بصارت تک کے اثرات دل پہ مرتّب ہوتے ہیں تو صالحین کو سُننا، دیکھنا اور اس غرض کے لیے ان کی مجالس میں جانا ضروری ٹھہرا کہ دل کی نعمت کا بھی محاسبہ کیا جائے گا۔

اور زمین پر اکڑ اکڑ کر مت چلو یعنی اپنی چال ڈھال متکبّرانہ نہ بناؤ کہ تمہارا چلنا زمین کو پھاڑنے سے تو رہا اور بلندی میں پہاڑ تک تم سے اُونچے ہیں۔ لہٰذا نہ صرف اعمال و کردار میں بلکہ

لباس، چال ڈھال اور بول چال میں بھی اپنے بندہ ہونے کا اور اللہ کی بڑائی کا احساس وجذبہ کارفرما رہنا چاہیئے کہ انسان بہرحال محتاج ہے اور بڑائی صرف اللہ کو سزاوار ہے۔

یہ جس قدر احکام ارشاد ہوئے اللہ کی توحید صرف اسی کی عبادت، والدین سے حسنِ سلوک، قرابتداروں، مسافروں اور مساکین سے حُسنِ سلوک، زنا اور بدکاری سے اجتناب، ناپ تول میں کمی نہ کرنا، محض سُنی سُنائی پر بات نہ بڑھانا اور تکبّر کی چال تک سے بچنا یہ اتنے واضح اور ضروری ہیں کہ ان کے خلاف عمل کی بُرائی ظاہر بھی ہے اور اللہ کو سخت ناپسند بھی، سُبحان اللہ اسلام کیا خوبصورت طرزِ حیات ہے اور کس قدر بہترین اخلاق کے مجموعے کا نام ہے۔

یہ کس قدر اللہ کا احسانِ عظیم ہے کہ اے مخاطب بذریعہ وحی تجھے یہ سب حکیمانہ باتیں تعلیم فرمائی ہیں اور اللہ کے نبی نے نہ صرف پیغام پہنچایا بلکہ چشمِ عالم کو کرکے دکھایا اور انہیں بُنیادوں پر ایک معاشرہ، ایک ملک اور ایک سلطنت تعمیر فرمائی۔ لہٰذا ایسے کریم اور معبودِ برحق کے ساتھ کبھی بھی اور کسی کو بھی شریکِ عبادت نہ ٹھہرا ورنہ ذلیل وخوار ہوکر جہنّم کا ایندھن بنے گا۔ اللہ کے احسانات کو دیکھ اور اے انسان ذرا اپنی بات کا خیال کر کہ تو اپنے لیے تو لڑکے پسند کرتا ہے اور بیٹی ہو تو قتل کرنے تک جاتا ہے اور تیرا یہ بھی خیال ہے۔ کہ تجھے اولاد اللہ ہی دیتا ہے۔ تو پھر کیا تجھے بیٹے دے کر اُس نے اپنے لیے بیٹیاں پسند کرلیں کہ تو فرشتوں کو اس کی بیٹیاں کہتا ہے۔ یعنی ایک طرف تعلیمِ نبوّت پہ اعتراض ہے تو دُوسری جانب ایسی غیرمعقول باتوں پہ اعتقاد ہے جو خود تیرے پیمانے سے بھی بالکل نامناسب ہیں۔ لہٰذا تو یہ بہت سخت بات کہتا ہے اور بہُت بڑا جرم کرتا ہے۔ کہ عموماً مشرکین کے عقائد شرعاً تو خراب ہوتے ہی ہیں۔ انسانی عقل بھی انہیں رد کر دیتی ہے۔

رکوع نمبر ۵ آیات ۴۱ تا ۵۲ سُبحٰنَ الَّذِیٓ ۱۵/۵

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾	اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح کی باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں مگر وہ اس سے اور بدک جاتے ہیں ﴿۴۱﴾	41. We verily have displayed (Our warnings) in this Qur'an that they may take heed, but it increaseth them in naught save aversion.
قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِـهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾	کہہ دو کہ اگر خدا کیساتھ اور معبود ہوتے جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو وہ ضرور (خدائے) مالک عرش کی طرف (لڑنے بھڑنے کیلئے) رستہ نکالتے ﴿۴۲﴾	42. Say (O Muhammad, to the disbelievers): If there were other gods along with Him, as

they say, then had they sought a way against the Lord of the Throne.

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾

وہ پاک ہے اور جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس سے (اس کا رتبہ) بہت عالی ہے ﴿۴۳﴾

43. Glorified is He, and High Exalted above what they say!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۚ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ اُن میں ہیں سب اُسی کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور (مخلوقات میں سے) کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ بُردبار (اور) غفّار ہے ﴿۴۴﴾

44. The seven heavens and the earth and all that is therein praise Him, and there is not a thing but hymneth His praise; but ye understand not their praise. Lo! He is ever Clement, Forgiving.

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

اور جب تم قرآن پڑھا کرتے ہو تو ہم تم میں اور اُن لوگوں میں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے حجاب پر حجاب کر دیتے ہیں ﴿۴۵﴾

45. And when thou recitest the Qur'ân, We place between thee and those who believe not in the Hereafter a hidden barrier;

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾

اور اُن کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اُسے سمجھ نہ سکیں اور اُن کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیتے ہیں۔ اور جب تم قرآن میں اپنے پروردگار یکتا کا ذکر کرتے ہو تو وہ بدک جاتے اور پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں ﴿۴۶﴾

46. And We place upon their hearts veils lest they should understand it, and in their ears a deafness; and when thou makest mention of thy Lord alone in the Qur'ân, they turn their backs in aversion

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾

یہ لوگ جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو جس نیت سے یہ سُنتے ہیں ہم اُسے خوب جانتے ہیں اور جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں (یعنی) جب ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کیا گیا ہے ﴿۴۷﴾

47. We are best aware of what they wish to hear when they give ear to thee and when they take secret counsel, when the evil-doers say: Ye follow but a man bewitched!

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾

دیکھو انہوں نے کس کس طرح کی تمہارے بارے میں باتیں بنائی ہیں۔ سو یہ گمراہ ہو رہے ہیں اور رستہ نہیں پا سکتے ﴿۴۸﴾

48. See what similitudes they coin for thee, and thus are all astray, and cannot find a road!

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾

اور کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر بوسیدہ) ہڈیاں اور چور چور ہو جائیں گے تو کیا از سرِ نو پیدا ہو کر اُٹھیں گے؟ ﴿۴۹﴾

49. And they say: When we are bones and fragments, shall we, forsooth, be raised up as a new creation?

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾

کہہ دو کہ (خواہ تم) پتھر ہو جاؤ یا لوہا ﴿۵۰﴾

50. Say: Be ye stones or iron;

اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾

یا کوئی اور چیز جو تمہارے نزدیک (پتھر اور لوہے سے بھی) بڑی (سخت) ہو جھٹ کہیں گے کہ (بھلا) ہمیں دوبارہ کون جلائے گا؟ کہہ دو کہ وہی جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا۔ تو (تعجب سے) تمہارے آگے سر ہلائیں گے اور پوچھیں گے کہ ایسا کب ہوگا۔ کہہ دو اُمید ہے کہ جلد ہوگا ﴿۵۱﴾

51. Or some created thing that is yet greater in your thoughts! Then they will say: Who shall bring us back (to life)? Say: He who created you at the first. Then will they shake their heads at thee, and say: When will it be? Say: It will perhaps be soon;

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ ع ۵

جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ جواب دو گے اور خیال کرو گے کہ تم (دنیا میں) بہت کم (مدت) رہے ﴿۵۲﴾

52. A day when He will call you and ye will answer with His praise, and ye will think that ye have tarried but a little while.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۵ - وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ..... الی ..... اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا ۴۱ تا ۵۲

قرآنِ کریم میں ہم نے مختلف انداز سے بات کے ہر پہلو کو واضح کیا ہے کہ لوگ سمجھیں مگر کفر ایسی بیماری ہے جو غذا سے بڑھتی ہے۔ یہی حال ان کا ہے کہ ان کے دلوں میں مزید نفرت کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔

ان سے کہیے کہ اگر کوئی بھی ہستی الوہیت میں اس کی شریک ہوتی یا صفات میں اس کے برابر ہوتی تو وہ عرش پر چڑھ نہ دوڑتی اور نظامِ کائنات تباہ ہو چکا ہوتا۔ یہ بلاچوں وچرا اسی لیے چل رہا ہے کہ ایک حاکم کے تابع ہے۔ جو اپنی ذات اور اپنی صفات میں ہر طرح کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے۔ تمہاری باتوں کی رسائی سے اس کی عظمت بہت زیادہ بلند ہے۔

ہر شے اللہ کا ذکر کرتی ہے

نہ صرف یہ کہ اس کے سوا کائنات کا ہر ذرّہ اس کی مخلوق اور اسی کی صنعت ہے۔ بلکہ ساتوں آسمان زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کا ذکر کرتے ہیں یہ الگ بات کہ انسان معمول کے حواس سے ان کی تسبیح سُن اور سمجھ نہیں سکتا۔ بیشک وہ بہت بڑا تحمّل والا اور بخشنے والا ہے۔ کہ جنّوں اور انسانوں میں ذکر نہ کرنے والوں کو بھی وقتِ مقررہ تک مہلت دیتا ہے یہ اس کی شانِ حلم ہے اور اگر توبہ کریں تو اس کی بخشش قبول کرتی ہے۔ ارض وسما کی حیات ہی اللہ کا ذکر ہے اور جو شے ذکر سے غافل ہوتی ہے۔ اس کا وجود باقی نہیں رہتا۔ دریا ہو تو خشک ہو جاتا ہے، نباتات ذکر چھوڑ دے تو ختم ہو جاتی ہے۔ جو جانور ذکر چھوڑتا ہے مر جاتا ہے یا دوسرے کا لقمہ بن جاتا ہے۔ پہاڑ ذکر چھوڑ دے تو گر جاتا ہے یا پھٹ جاتا ہے سوائے کفار کے وہ انسانوں میں ہوں یا جنّات میں سے اور وہ اس لیے کہ انہیں شریعت پر عمل کرنے کا مکلف بنایا گیا اور عمل کرنے یا نہ کرنے کا اختیار بخشا گیا۔ اب اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو اللہ کا حلم انہیں وقتِ مقررہ تک مہلت دیتا ہے لیکن اگر ان کی موت بھی کفر ہی پر واقع ہو جائے تو ہمیشہ کے لیے جہنم ان کا ٹھکانہ ہے۔ علاوہ ازیں دُنیا کی ہر شے اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر شے

زبان حال سے ذکر کرتی ہے وہ اس آیت کا مفہوم نہیں کہ شے کی حالت جو اپنے خالق کی عظمت کی دلیل بنتی ہے اسے تو انسانی فہم سمجھ لیتی ہے یہ ذکرِ حقیقی مراد ہے جسے عام انسانی عقل سمجھنے سے قاصر ہے۔ ہاں دل کے کان کھل جائیں تو اللہ کی اس عطا سے ہر شے کا ذکر سُنائی دیتا ہے جیسا کہ آپؐ سنتے تھے۔ پہاڑوں کا ذکر کرنا حدیث میں ارشاد فرمایا یا فرمایا کہ مَیں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھ پر سلام بھیجا کرتا تھا۔ ایسے ہی حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ کی روایت کہ ہم کھانے سے تسبیح سُنا کرتے تھے۔ آپؐ کے مُبارک ہاتھوں میں کنکریوں کا تسبیح پڑھنا کہ ہر آدمی نے سنی ظاہر ہے جس پر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کنکروں کا تسبیح پڑھنا آپؐ کا معجزہ نہیں وہ تو ہر آن پڑھتے ہیں۔ آپؐ کا معجزہ تو اس سے بڑا ہے کہ عام انسانی سماعت کو اسے سُننا نصیب ہو گیا۔ نہ صرف صحابہ نے، کفّار نے بھی سُنی ورنہ صحابہ تو نورِ قلب سے ان اشیاء کی تسبیح سُن بھی لیا کرتے تھے۔ ایسے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں اور جانوروں کا مل کر ذکر کرنا کتاب اللہ میں موجود ہے۔ آپؐ کے مسجد کے ستون حنانہ کا واقع بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جس نے آپؐ سے دُور ہونے پر انسانوں کی طرح چلا چلا کر رونا شروع کر دیا تھا جسے آپؐ نے منبر سے اُتر کر گلے لگایا تو چپ ہُوا یہ اور اس طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ لہٰذا یہ تسبیح حالی مراد نہیں بلکہ ہر چیز واقعی اللہ کا ذکر کرتی ہے اور مکلّف مخلوق میں سے انسان یا جن اگر ذکر نہیں کرتے تو وہ بھی اپنی عظمت کھو بیٹھتے ہیں اور تباہی کی نذر ہوتے ہیں کہ دوزخ میں جانے سے بڑی تباہی تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔

کفّار کو آواز تو سنائی دیتی تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیات سے اُن کے دل محرُوم تھے۔

نہ صرف یہ کہ ان لوگوں کو چیزوں کا ذکر کرنا سنائی نہیں دیتا بلکہ ان کے کفر اور گناہوں کے باعث انہیں آپؐ کی تلاوت کی اثر آفرینی سے بھی محروم کر دیا گیا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور متکلّم کی کیفیات کلام میں ہوتی ہیں پھر تلاوت کریں محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے جمال کا عکس بھی اس میں ہو تو حد ہے کہ کوئی نہ مانے یا اس پر فدا نہ ہو فرمایا اس کی دُنیا کے بعد قیامت

وجہ یہ ہے کہ ان کے گناہوں اور کفر نے ان سے کیفیات کو پانے کی استعداد ختم کر دی ہے اور جب آپؐ قرآن پڑھتے ہیں تو آپؐ کے اور کفّار کے درمیان پردہ حائل کر دیا جاتا ہے۔ یعنی ان کے قلوب اس کی لذت آفرینی سے اور اذہان و عقول اس کی نکتہ سنجی سے مستفید نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے دلوں پر بھی پردہ ڈال دیا جاتا ہے اور کانوں میں ایسا بوجھ جو حق سُننے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے اور جب آپؐ اپنے رب کی وحدانیت کا ذکر فرماتے ہیں تو ان کو اس سے نفرت ہوتی ہے اور پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

کیفیاتِ قلبی سے محرومی بہت بڑی سزا ہے اور فیض کیا ہے۔

اس سے ثابت ہُوا کہ کیفیات قلبی سے محرومی بہت بڑی سزا ہے۔ جو گناہ اور کفر پر دی جاتی ہے اور نورِ ایمان سے قلب میں کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ جو آپؐ کی برکات سے بڑھتی ہیں۔ ایسے ہی ان لوگوں سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جو بزرگوں سے یہ کیفیات حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ دراصل یہی حصولِ کیفیات ہی فیض کہلانے کا مستحق ہے کہ فلاں نے فلاں بزرگ سے فیض حاصل کیا ورنہ دُنیا کے معاملات کو فیض کہنا نادانی ہے۔

چونکہ الفاظِ قرآن تو سنتے ہیں آواز تو سُنتے ہیں محرومی تو کیفیات سے ہے۔ لہٰذا جب کبھی کان لگاتے ہیں اور کچھ باتیں سُن لیتے ہیں تو آپس میں ایک دُوسرے سے کہتے ہیں کہ ان کی بات ماننا تو ایسے ہے جیسے کسی ایسے شخص کی بات مانی جائے جس پہ جادو کر دیا گیا ہو اور وہ اپنے بھلے بُرے کو نہ جانتا ہو کہ ان کی کافرانہ رائے میں تو بُتوں سے سب کچھ ملتا ہے جبکہ آپ بُتوں کی پُر زور تردید فرماتے ہیں تو ان کے خیال میں یہ بڑا پاگل پن ہے اور کوئی جادُو زدہ شخص ہی ایسا کر سکتا ہے۔ آجکل بھی یہ مرض بڑھ گیا ہے کہ اسلام اور قرآن کے احکام ظالمانہ اور پاگلوں جیسی باتیں ہیں جو ناقابلِ عمل ہیں۔ ظاہر ہے ایسا وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جو مشرکینِ عرب کی طرح کیفیات قلبی کے ادنیٰ درجے سے بھی محروم ہیں۔

جادو اور اس کا انبیاء پہ اثر:۔

جادو بھی ثابت ہے اور اس کا اثر ہوتا ہے۔ نیک

انسانوں پر بھی ہو سکتا ہے حتیٰ کہ انبیاء پر بھی اس کا اثر ہونا ممکن ہے کہ وہ بھی بشری خصوصیات سے الگ تو نہیں ہوئے جیسے نبی کو زخم لگ سکتا ہے یا بیماری اثر دکھا سکتی ہے ویسے جادو بھی مگر عام آدمی کی طرح نہیں کہ جتنا طیب اور طاہر وجود ہو اتنا جادو کم اثر کرتا ہے یا جلدی زائل ہو جاتا ہے۔ تو اے حبیبؐ آپ اندازہ فرمائیں ان کے قلوب کی تباہی کا کہ آپ کے لیے کیسی باتیں تجویز کرتے ہیں۔ یہ حال ظاہر کر رہا ہے کہ یہ گمراہی کی اس دلدل میں گر چکے ہیں جس سے واپسی کی اُمید نہیں۔ لہٰذا یہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتے۔

نبی کی توہین کرنے والا ہدایت نہیں پا سکتا

تو یہ ظاہر ہُوا کہ نبی کو نہ ماننے والا تو کبھی توبہ بھی کر سکتا ہے

مگر نبی کی توہین کرنے والا اور ایسی باتیں کرنے والا جو نبی کی شان میں گستاخی ہوں تو یہ کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔

ان جاہلوں نے دوبارہ حیات کو ناممکن تصور کر رکھا ہے اور کہتے ہیں کہ جب ہم مر کر گل سڑ جائیں گے ہڈیاں رہ جائیں گی بلکہ ہڈیاں بھی ٹوٹ پھوٹ کر چورہ بن جائیں گی تو کیا پھر نئے سرے سے زندہ کیے جائیں گے تو فرما دیجیے کہ ہڈیاں یا ان کا چُورہ یا وجُود کی مٹی تو پہلے وجود کی عمارت کا حصّہ تھی اور اس میں حیات رہ چکی اگر تم لوہا یا پتّھر بن جاؤ یا اس سے بھی کوئی سخت شے تمہارے ذہن میں ہے تو اس میں بدل سکو تو بھی تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو کہتے بھلا ہمیں کون زندہ کریگا۔ اور ایسا کون کر سکتا ہے تو فرمایئے کہ جس نے تمہیں پہلے پیدا کیا کہ ایک قطرے سے سارا وجُود تعمیر فرمایا۔ گوشت پوست، ہڈیاں، ناک، کان، آنکھیں، دل، گردے، جگر، معدہ، اعضا اور ان میں قوّتِ کار جس ہستی نے پیدا فرمائی وہی ہستی تمہاری مٹی اور گلے سڑے وجودوں سے پھر تمہیں زندہ کر دے گی تو لاجواب ہو کر سر مٹکائیں گے اور کہیں گے تو بھلا یہ کب ہو گا۔ اب تک تو کوئی مرنے والا زندہ ہو نہیں سکا تو کہہ دیجیے کہ شاید یہ بہت قریب ہی ہو کہ جس دن دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے تو تم سب بھی اس کی عظمت کا انکار نہ کر سکو گے بلکہ تعریف کرتے ہوئے اُٹھو گے اور خود تمہارا اپنا اندازہ ہو گا کہ

میں کوئی دیر نہیں لگی کوئی زیادہ وقت نہیں گزرا۔ کفّار کے حمد وثنا کرنے سے مراد ہے کہ اُٹھیں گے تو ایک بار تو اللہ کی عظمت سے مبہوت ہو کر کہہ اُٹھیں گے۔ کہ اللہ بہت بڑا اور ہر شے پر قادر ہے۔ پھر واویلا مچائیں گے مگر اس وقت کا یہ کہنا بھی ایمان تو شمار نہ ہوگا کہ دارِ عمل تو گزر چکا اور حجابات ہٹ گئے۔ آخرت سامنے ہے تو اب انکار کی گنجائش کہاں۔

رکوع نمبر ۶ — آیات ۵۳ تا ۶۰ — سُبحٰنَ الّذی ۱۵/۶

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾

اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں۔ کیونکہ شیطان (بُری باتوں سے) اُن میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کُھلا دشمن ہے ﴿۵۳﴾

53. Tell My bondmen to speak that which is kindlier. Lo! the devil soweth discord among them. Lo! the devil is for man an open foe.

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾

تمہارا پروردگار تم سے خوب واقف ہے۔ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے۔ اور ہم نے تم کو اُن پر داروغہ (بنا کر) نہیں بھیجا ﴿۵۴﴾

54. Your Lord is best aware of you. If He will, He will have mercy on you, or if He will, He will punish you. We have not sent thee (O Muhammad) as a warden over them.

وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

اور جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں تمہارا پروردگار ان سے خوب واقف ہے۔ اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت بخشی اور داؤد کو زبور عنایت کی ﴿۵۵﴾

55. And thy Lord is best aware of all who are in the heavens and the earth. And we preferred some of the Prophets above others, and unto David We gave the Psalms.

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾

کہو کہ مشرکو (جن لوگوں کی نسبت تمہیں (معبود ہونیکا) گمان ہے اُن کو بُلا دیکھو۔ وہ تم سے تکلیف کے دُور کرنے یا اسکے بدل دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے ﴿۵۶﴾

56. Say: Cry unto those (saints and angels) whom ye assume (to be gods) beside Him, yet they have no power to rid you of misfortune nor to change.

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾

یہ لوگ جن کو (خدا کے سوا) پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعۂ (تقرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون اُن میں (خدا کا) زیادہ مقرب (ہوتا) ہے اور اُسکی رحمت کے اُمیدوار رہتے ہیں اور اُسکے عذاب سے خوف رکھتے ہیں بیشک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ﴿۵۷﴾

57. Those unto whom they cry seek the way of approach to their Lord, which of them shall be the nearest; they hope for His mercy and they fear His doom. Lo! the doom of thy Lord is to be shunned.

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

اور (کفر کرنے والوں کی) کوئی بستی نہیں مگر قیامت کے دن سے پہلے ہم اُسے ہلاک کر دینگے یا سخت عذاب سے معذب کرینگے۔ یہ کتاب (یعنی تقدیر) میں لکھا جا چکا ہے ﴿۵۸﴾

58. There is not a township[3] but We shall destroy it ere the Day of Resurrection, or punish it with dire punishment. That is set forth in the Book (of Our decrees).

وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لئے موقوف کر دیں کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی۔ اور ہم نے ثمود کو اونٹنی (نبوت صالح کی کُھلی) نشانی دی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا۔ اور ہم جو نشانیاں بھیجا کرتے ہیں تو ڈرانے کو ﴿۵۹﴾

59. Naught hindereth Us from sending portents save that the folk of old denied them. And We gave Thamûd the she-camel—a clear portent—but they did wrong in respect of her. We send not portents save to warn.

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا

جب ہم نے تم سے کہا کہ تمہارا پروردگار لوگوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور جو نمائش ہم نے تمہیں دکھائی اسکو لوگوں

60. And (it was a warning) when We told thee: Lo! thy Lord encompasseth mankind, and We appointed the vision[4] which We showed thee as an

فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ ع

کے لئے آزمائش کیا اور اسی طرح (تھوہر کے) درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی۔ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو ان کو اس سے بڑی (سخت) سرکشی پیدا ہوتی ہے ﴿۶۰﴾

ordeal for mankind, and (likewise) the Accursed Tree in the Qur'ān.[5] We warn them, but it increaseth them in naught save gross impiety.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۶ - وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ... الی ... اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۵۳ تا ۶۰

آپ میرے بندوں یعنی مسلمانوں سے کہیئے کہ بات خوبصورت انداز میں کیا کریں اس میں سختی یا سب وشتم نہ ہو کہ سب وشتم سے یا سخت کلامی سے شیطان کو فساد پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔ اور انسانوں کو آپس لڑاتا ہے تو بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

عام گفتار میں بھی اور دینی تبلیغ میں بھی سخت کلامی درست نہیں خواہ بات کفار ہی سے کیوں نہ کی جائے

مسلمانوں کو آپس میں تو بات زیب ہی اخلاق سے دیتی ہے اور پھر جب بات دین کی ہو اور اللہ اور اس کے نبیؐ کے حوالے سے کی جائے تو اور زیادہ محتاط لب ولہجہ ضروری ہے۔ خواہ مخاطب بدکار اور بے دین ہی کیوں نہ ہو یہ بات بات پہ دوسروں کو کافر کہنا اور جہنمی بتانا کبھی بھی اچھی بات نہیں ہوسکتی اور نہ سخت کلامی سے مخاطب کی اصلاح کی امید کی جاسکتی ہے لہٰذا مبلّغین کو خصوصاً احتیاط کرنا ہوگی۔

کہ تمہارا پروردگار تمہارے حالات سے بہت اچھی طرح واقف ہے یہ ضروری نہیں کہ تم گلا پھاڑ پھاڑ کر کسی کا کفر ظاہر کرو یہ اللہ کی مرضی چاہے تو خطا معاف کردے اور اپنی رحمت سے نوازے۔ کفار کو بھی ایمان نصیب ہوجاتا ہے اور بدکار بھی نیک بن سکتے ہیں اور اگر چاہے تو خطاؤں پہ عذاب کرے یا کافر سے توبہ کی توفیق ہی سلب کرلے یہ اس کا اور اس کے بندوں کا معاملہ ہے آپؐ تک کو بھی ان امور کا ذمہ دار نہیں بنایا گیا کہ کون جنت جاتا ہے اور کون جہنم یا کیوں تو کسی دوسرے کو چلانے کی کیا ضرورت، ہاں اللہ کی بات ہے خوبصورت انداز میں پہنچاتے رہو۔

آپ کا پروردگار ساری مخلوق کے حالات کو ہر آن جانتا ہے وہ آسمانوں میں بستی ہو یا زمین پر

اور اگر آپ کو فضیلت دی تو پہلے بھی قانون ہے۔ بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی گئی اگر آپ پر کتاب نازل ہوئی تو پہلے انبیاء پر کتب نازل کی گئیں جیسے داوٗد علیہ السّلام پر زبور نازل کی گئی جس کے بارے وہ لوگ جانتے تھے۔ لہٰذا یہ کوئی انوکھی بات نہ ہوئی کہ اس کا انکار کیا جائے۔

ان کفّار و مشرکین سے کہیے کہ اللہ کے علاوہ جن کو یہ اپنا مددگار جانتے ہیں ان کو خوب پکاریں۔ مگر یاد رکھیں وہ ان کی مصیبت دُور نہ کر سکیں گے یعنی اسلام پھیلے گا اور یہ مغلوب ہوں گے اگر ان کے باطل معبود کوئی طاقت رکھتے ہیں تو اسلام کی راہ روک کر دکھائیں مگر وہ نہ مصیبت روک سکتے ہیں نہ تبدیل کر سکتے ہیں کہ راحت سے بدل دیں۔ بلکہ جن فرشتوں، نبیوں یا اولیاء اللہ کے بُت بنا کر انہوں نے سجا رکھے ہیں وہ اللہ کے مقابلے میں ان کی مدد کیا کریں گے۔

وسیلہ

وہ تو خود اللہ کو راضی کرنے کے اسباب تلاش کرتے رہتے ہیں اس کی عبادت اور اطاعت کو اس کی رضامندی کے وسیلے کے طور پر اختیار کئے ہوئے اور اس کی رحمت کے امیدوار بھی ہیں جبکہ اس کی بے نیازی سے ڈرتے بھی رہتے ہیں کہ بے شک تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق۔

ایمان کی حالت

اور ایمان کی یہی حالت مطلوب ہے کہ اللہ کی اطاعت کو اس کی رضا کا وسیلہ بنایا جائے اور امیدوار کرم رہے مگر کبھی نافرمانی پہ جرأت اور دلیری نہ دکھائے کہ اس کی شانِ بے نیازی سخت گرفت سے ڈرتا بھی رہے۔

رہی بات کفّار کی تو نہ صرف مکّہ مکرّمہ یا عرب بلکہ کفّار کی ہر آبادی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے گی۔ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو کر کفر تباہی سے دوچار ہو یا دُنیا میں ہی اس پر عذاب نازل ہو جائے گا ورنہ قیامت کو تو اُسے بہت سخت عذاب کا سامنا ہو گا۔ کہ یہ فیصلہ ہو چکا اور بات طے ہو گئی کہ کفر پر ضرور عذاب ہو گا اور کفر کسی رعایت کا مستحق نہ ہو گا۔

ان کا یہ مطالبہ عبث ہے کہ جو معجزہ ہم مانگتے ہیں وہ کیوں نہیں ظاہر کیا جاتا کہ پہلے کی تاریخ موجود ہے۔ کفّار نے معجزات طلب کئے مگر جب وہ ظاہر ہوئے تو انہیں ماننے سے انکار کر دیا اور ان کی تکذیب کی چنانچہ اجتماعی بربادی کا شکار ہوئے جیسے ثمود نے ناقہ کا مطالبہ کیا تھا پھر وہ ظاہر ہو گئی تو اُسے مار دیا۔

اور خود بھی تباہ ہو گئے۔ اب آپ کی بعثت کی برکات سے اجماعی بربادی کا عذاب اُٹھا دیا گیا تو مُنہ مانگے معجزات بھی روک لیے گئے کہ معجزات سے مراد تو عظمتِ الٰہی کا احساس دلانا اور اس کے عذاب سے ڈرانا ہے تو اس غرض کے لیے آپ کے معجزات کا شمار نہیں تو کفار کے مُنہ مانگے معجزات کی ضرورت بھی نہ رہی۔

واقعہ معراج ایک آزمائش بھی ہے

بھلا آپؐ کے واقعہ معراج سے بڑا اور عجیب تر معجزہ اور کیا ہو گا کہ اتنا بڑا تو مطالبہ بھی نہیں سوچ سکتے

مگر خود یہ واقعہ بھی ان لوگوں کے لیے بہت بڑی آزمائش بن گیا اور اسے ماننا ان کے لیے محال ہو گیا۔ جیسے آجکل بھی جن کا ماننے کو جی نہیں چاہتا تاویلیں کرتے ہیں کہ جسمانی نہ تھا صرف رُوحانی تھا وغیرہ یہاں رویا سے مراد واقعہ معراج میں جو اللہ نے دکھایا اس کا دیکھنا ہے۔ یہ تو بہت بڑی بات ہے انہیں تو صرف زقوم یعنی تھوہر کے درخت کی اتنی سی بات کہ یہ جہنّم میں ہو گا اور دوزخی کھائیں گے لے بیٹھی کہ بھلا جب آگ ہو گی تو اس میں درخت کہاں وغیرہ یہ انکار انہیں بغاوت اور شرارت میں اور آگے بڑھانے کا سبب بن رہا ہے۔

رکوع نمبر ۷ — آیات ۶۱ تا ۷۰ — سُبحٰنَ الَّذِی ۱۵

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا
اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿٦١﴾
قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ
عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾
قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ
جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ
وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ
فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا
يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾
اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس
نے نہ کیا۔ بولا کہ بھلا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جسکو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہو ﴿٦١﴾
(اور ازراہِ طنز) کہنے لگا کہ دیکھ تو یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت
دی ہے اگر تو مجھ کو قیامت کے دن تک کی مہلت دے تو میں تھوڑے
سے شخصوں کے سوا اس کی (تمام) اولاد کی جڑ کاٹتا رہوں گا ﴿٦٢﴾
خدا نے فرمایا (یہاں سے) چلا جا جو شخص ان میں سے تیری
پیروی کریگا تو تم سب کی جزا جہنم ہے (اور وہ) پوری سزا ہے ﴿٦٣﴾
اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہ۔ اور
ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا کر لاتا رہ اور
ان کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ اور اُن سے
وعدے کرتا رہ۔ اور شیطان جو وعدے اُنسے کرتا ہے سب دھوکا ہے ﴿٦٤﴾
جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہیں۔ اور

61. And when We said unto the angels: Fall down prostrate before Adam and they fell prostrate all save Iblis, he said: Shall I fall prostrate before that which Thou hast created of clay?
62. He said: Seest Thou this (creature) whom Thou hast honoured above me, if Thou give me grace until the Day of Resurrection I verily will seize his seed, save but a few.
63. He said: Go, and whosoever of them followeth thee—lo! hell will be your payment, ample payment.
64. And excite any of them whom thou canst with thy voice, and urge thy horse and foot against them, and be a partner in their wealth and children, and promise them. Satan promiseth them only to deceive.
65. Lo! My (faithful) bondmen—over them thou hast no

وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيۡلًا ﴿۶۵﴾

(اے پیغمبر) تمہارا پروردگار کارساز کافی ہے ﴿۶۵﴾

power, and thy Lord sufficeth as (their) guardian.

رَبُّكُمُ الَّذِىۡ يُزۡجِىۡ لَـكُمُ الۡـفُلۡكَ فِى الۡبَحۡرِ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا ﴿۶۶﴾

تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اُس کے فضل سے (روزی) تلاش کرو. بے شک وہ تم پر مہربان ہے ﴿۶۶﴾

66. (O mankind), your Lord is He Who driveth for you the ship upon the sea that ye may seek of His bounty. Lo! He was ever Merciful toward you.

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الۡبَحۡرِ ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ‌ۚ فَلَمَّا نَجّٰٮكُمۡ اِلَى الۡبَـرِّ اَعۡرَضۡتُمۡ‌ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ كَفُوۡرًا ﴿۶۷﴾

اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جنکو تم پکارا کرتے ہو سب اس (پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں پھر جب تمکو (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کیطرف لیجاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا ﴿۶۷﴾

67. And when harm toucheth you upon the sea, all unto whom ye cry (for succour) fail save Him (alone), but when He bringeth you safe to land, ye turn away, for man was ever thankless.

اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمۡ جَانِبَ الۡبَـرِّ اَوۡ يُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَـكُمۡ وَكِيۡلًا ۙ‏ ﴿۶۸﴾

کیا تم (اس سے) بے خوف ہو کہ خدا تمہیں خشکی کی طرف (لیجا کر زمین میں) دھنسا دے یا تم پر سنگریزوں کی بھری ہوئی آندھی چلا دے. پھر تم اپنا کوئی نگہبان نہ پاؤ ﴿۶۸﴾

68. Feel ye then secure that He will not cause a slope of the land to engulf you, or send a sand-storm upon you, and then ye will find that ye have no protector?—

اَمۡ اَمِنۡتُمۡ اَنۡ يُّعِيۡدَكُمۡ فِيۡهِ تَارَةً اُخۡرٰى فَيُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيۡحِ فَيُغۡرِقَكُمۡ بِمَا كَفَرۡتُمۡ‌ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَـكُمۡ عَلَيۡنَا بِهٖ تَبِيۡعًا ﴿۶۹﴾

یا (اس سے) بے خوف ہو کہ تم کو دوسری دفعہ دریا میں لے جائے پھر تم پر تیز ہوا چلائے اور تمہارے کفر کے سبب تمہیں ڈبو دے. پھر تم اُس غرق کے سبب اپنے لئے کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ ﴿۶۹﴾

69. Or feel ye secure that He will not return you to that (plight) a second time, and send against you a hurricane of wind and drown you for your thanklessness, and then ye will not find therein that ye have any avenger against Us?

وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِىۡۤ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰهُمۡ فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلٰى كَثِيۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِيۡلًا ﴿۷۰﴾ ع

اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور اُن کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی ﴿۷۰﴾

70. Verily We have honoured the children of Adam. We carry them on the land and the sea, and have made provision of good things for them, and have preferred them above many of those whom We created with a marked preferment.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۷ - وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ ... الی .... مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِيۡلًا ۶۱ تا ۷۰

آج جو تکبّر انہوں نے اختیار کیا ہے یہ شیطان نے کیا تھا اور گمراہ ہوا یہ لوگ بھی اس کی باتوں میں آگئے اس کا واقعہ یہ ہوا کہ جب ہم نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السّلام کو سجدہ کریں۔ تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جو انہی میں موجود تھا اور اسے بھی یہ حکم شامل تھا مگر وہ کہنے لگا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جسے تُو نے اے اللہ مٹی سے پیدا کیا ہے مَیں اس کے سامنے سجدہ کروں یعنی خود کو اس سے بڑا سمجھا اور اسی تکبّر میں اللہ کے حکم کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ بلکہ دل کی بات زبان پر لے آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے اس شخص کو مجھ پر فضیلت دے دی۔ یعنی یہ تو ابھی بنا اور مجھے سجدے کرتے اور عبادت کرتے عرصہ بیت گیا پھر بھلا اسے مجھ پر فضیلت دینا کیسے دُرست ہو سکتا ہے گویا اللہ کی تقسیم پر معترض ہوا جیسے انہیں اس بات پر اعتراض ہے کہ اللہ نے آپؐ کو نبوّت سے کیوں

سرفراز فرمایا۔

کہنے لگا کہ اے اللہ اگر مجھے روزِ قیامت تک زندگی اور مہلت دی جائے تو میں اس کی نسل اور اولاد سے مقابلہ کروں گا اور انہیں گمراہ کروں گا ہاں اگر تھوڑے بہت بچ جائیں تو الگ بات ہے ورنہ میں ان سب سے تیرا در چھڑا کر انہیں اپنے آگے جھکا لوں گا۔ تو ارشاد ہُوا جا اور یہ بھی کر کے دیکھ لے مگر سن لے کہ جو کوئی تیری بات مانے گا اور انسانی عظمت کھو کر تیری غلامی کرے گا وُہ تمہارے سمیت جہنّم میں جائے گا اور اس ظلم کی پُوری پوری سزا پائے گا۔ تجھے افسوس نہ رہنا چاہیئے اپنے سوار اور پیادے یعنی لاؤ لشکر سمیت ان پر چڑھائی کر دے۔ انہیں اپنی آواز سے گمراہ کرنے کی سعی کر اور اُن کے مال میں شراکت کر لے ان کی اولادوں میں حصّہ داری بنا لے اور انہیں جھوٹے وعدوں سے بہلا پھسلا کر گمراہ کرنے کی کوشش کر دراصل شیطان اپنے ماننے والوں سے جو وعدے کرتا ہے وہ محض دھوکا اور فریب ہوتا ہے۔

شیطان کی آواز اور لاؤ لشکر کیا ہے

صاحبِ تفسیر قرطبی فرماتے ہیں حضرت ابنِ عباس رضؓ کا ارشاد ہے کہ گانا بجانا اور گانے بجانے کے آلات یعنی مزامیر ہی شیطان کی صوت ہیں اسی لیے یہ سب شرعاً حرام ہے اگرچہ جدید تہذیب میں اسے رُوح کی غذا کا نام دیا گیا ہے۔ مگر یہ رُوح کے لیے زہرِ قاتل ہے اور جو ایسا کہتے ہیں وہ رُوح کے بارے کچھ نہیں جانتے بلکہ یہ سُر تال نفسِ انسانی کے سفلی جذبات کو بھڑکانے کا سبب بنتے ہیں۔ اور یہ جدید دانشور اسی نفس کو رُوح کا نام دے کر جذبات کو اُبھارنے والی آواز کو اس کی غذا قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ رُوح کو غذا ملے تو انسان جذبات سے مغلوب نہیں ہوتا بلکہ جذبات پر قابو پانے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے۔ اللہ معاف کرے جہلا نے مزامیر اور گانے بجانے کو قوالی شریف کہہ کر مذہبی تقدس بھی دے دیا ہے جو بہت بڑی زیادتی ہے۔

اور شیطان کے سوار اور پیادے سے مراد تو اس کے ماننے والوں کے لشکر ہیں جن میں اس کی اولاد، اس کے پیرو کار جن اور اس کے متبعین انسان سب شامل ہیں۔ آج کے لشکر تو اقوامِ مغرب ہیں۔

جو محض چند ٹکوں کا فائدہ حاصل کرنے کے لیے ممالک اور اقوام کو جنگ کی ہولناکیوں میں دھکیل دیتے ہیں۔

مال اور اولاد میں شیطان کی شراکت

جو مال بھی ناجائز ذرائع سے جمع کیا جائے اس میں ابلیس کی شراکت ظاہر ہے کہ اس کے مشورے سے کمایا گیا اور جب خلاف شریعت امور پہ خرچ ہو تو بھی اس کی شراکت واضح کہ اس کے کہنے پر خرچ کیا گیا۔

ایسے ہی حصولِ اولاد کے لیے غیر شرعی طریقے اختیار کرنا یا غیر شرعی رسُومات ادا کرنا یا ناجائز اولاد کا ہونا شیطان کی شراکت ہے۔

اور یہ ناجائز ذرائع اختیار کرنا یا مشرکانہ رسُومات کیسے دُرست ہو سکتی ہیں جبکہ سب اختیار اللہ کو ہے جس نے تمہارے لیے سمندروں پر جہازوں میں سواری کرنا آسان بنا دیا تاکہ تم اپنے رزق کے ذرائع پیدا کر سکو وہ تو تم پر حد درجہ مہربان ہے کہ تمہیں ان امور کی عقل اور قوتِ کار عطا کی اور خود تمہارا عمل گواہ ہے کہ سمندر میں جب کبھی تمہیں طوفان آگھیریں تو تم اپنے فرض کردہ باطل معبودوں کو بھول جاتے ہو اور صرف اللہ کے نام کی دہائی دیتے ہو کہ عرب ایسا ہی کرتے تھے خود ان کے خیال میں بتوں کا بس صرف خشکی پر چلتا تھا پھر جب اللہ تمہیں ان مصائب سے بچا کر لاتا ہے تو خشکی پر پہنچ کر تم اس کی اطاعت سے روگردانی کرنے لگتے ہو۔ انسان بھی کس قدر ناشکرا ہے۔ کیا تم یہ نہیں سوچتے کہ اللہ قادر ہے اور خشکی پر پہنچ کر تم اس کی گرفت سے دُور نہیں ہو گے بلکہ وہ چاہے تو تمہیں خشکی میں ہی غرق کر دے اور زمین میں دھنسا دے یا آندھی اور طوفان مسلط کر کے تباہ کر دے اور تمہیں کوئی مددگار میسر نہ ہو سکے۔ یا اس بات سے بھی بے خوف ہو جاتے ہو کہ تمہیں پھر سمندروں میں لے جائے اور سمندری طوفانوں کی نذر کر دے ایسے حالات پیدا فرما دے کہ تمہیں پھر بحری سفر پہ جانا پڑ جائے۔ اور وہاں طوفان تمہیں تمہارے کفر کی وجہ سے غرق کر کے تباہ کر دے اور اس کی بارگاہ میں تو تمہاری بات کرنے والا بھی کوئی نہ ہو کہ تمہاری حمایت میں مُنہ کھولنے کی جرأت کرے۔

ہمارا احسان دیکھو کہ ہم نے اولادِ آدم کو بُزرگی اور عظمت بخشی اسے سمندروں اور خشکی پر بے پناہ اختیار و اقتدار دیا اور بہترین کھانے عطا فرمائے۔ غرض اپنی بے حساب مخلوق پر اسے فضیلت بخشی۔

کرامتِ بنی آدم

سب سے بڑی عظمتِ آدمیت نُورِ نبوّت ہے جو انسانوں کے علاوہ کسی بھی مخلوق کو عطا نہ ہُوا اور یہی نور انسانوں کے دلوں کو روشن کر کے انہیں جمالِ باری کو اپنی حیثیت کے مطابق دیکھنے کی سکت اور نتیجے میں عشق و طلب عطا کرتا ہے اور مادی اعتبار سے بھی جسمانی ساخت قد کاٹھ اور اعضاء اور اعضاء کی کارکردگی میں عقل و شعور اور فہم و فراست میں اور طرح طرح کے کھانے بنانے اور آرام کے اسباب ایجاد کرنے میں ہر طرح سے انسان کو دوسرے حیوانات پر بہت بڑی فضیلت ہے اور رُوحانی اعتبار سے تخلیق پر سبقت لے گیا۔

رکوع نمبر ۸ — آیات ۷۱ تا ۷۷ — سُبحٰنَ الَّذِی ۱۵ / ۸

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ
فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ
فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾

جس دن ہم سب لوگوں کو اُن کے پیشواؤں کے ساتھ بُلائیں گے۔ تو جن (کے اعمال) کی کتاب اُن کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو ہو کر) پڑھیں گے اور اُن پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا ﴿۷۱﴾

71. On the day when We shall summon all men with their record, whoso is given his book in his right hand—such will read their book and they will not be wronged a shred.

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي
الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾

اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور (نجات کے) رستے سے بہت دُور ﴿۷۲﴾

72. Whoso is blind here will be blind in the Hereafter, and yet further from the road.

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ
وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾

اور اے پیغمبر جو وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے قریب تھا کہ یہ (کافر) لوگ تم کو اس سے بچلا دیں تاکہ تم اسکے سوا اور باتیں ہماری نسبت بنا لو۔ اور اسوقت وہ تم کو دوست بنا لیتے ﴿۷۳﴾

73. And they indeed strove hard to beguile thee (Muhammad) away from that wherewith We have inspired thee, that thou shouldst invent other than it against Us; and then would they have accepted thee as a friend.[6]

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ
اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾

اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رہنے دیتے تو تم کسی قدر اُن کی طرف مائل ہونے ہی لگے تھے ﴿۷۴﴾

74. And if We had not made thee wholly firm thou mightest almost have inclined unto them a little.

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ
الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا
نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

اس وقت ہم تم کو زندگی میں بھی (عذاب کا) دُونا اور مرنے پر بھی دُونا مزہ چکھاتے پھر تم ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے ﴿۷۵﴾

75. Then had We made thee taste a double (punishment) of living and a double (punishment of dying, then hadst thou found no helper against Us.

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ
الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا

اور قریب تھا کہ یہ لوگ تمہیں زمین (مکّہ) سے پھسلا دیں تاکہ تمہیں وہاں سے جلا وطن کر دیں۔ اور اس

76. And they indeed wished to scare thee from the land that they might drive thee forth from thence, and then they would have stayed (there) but

a little after thee.[7]
77. (Such was Our) method in the case of those whom We sent before thee (to mankind), and thou wilt not find for Our method aught of power to change.

يَلۡبَثُوۡنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنۡ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِيۡلًا ﴿۷۷﴾ ع

وقت تمہارے پیچھے یہ بھی نہ رہتے مگر کم ﴿۷۶﴾ جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے انکا اور اُنکے بارے میں ہمارا یہی طریق رہا ہے اور تم ہمارے طریق میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے ﴿۷۷﴾

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۸ یَوۡمَ نَدۡعُوۡا كُلَّ اُنَاسٍ ..... الی ..... لِسُنَّتِنَا تَحۡوِيۡلًا ۷۰ تا ۷۷

اب اگر یہ بُرائی کرتا ہے یا شیطان کی پیروی کرتا ہے تو آخر ایک روز ہر انسان کو اس کے نامۂ اعمال سمیت بلایا جائے گا اور میدانِ حشر میں اکٹھا کیا جائے گا

امام

کہ امام سے مراد اعمالنامہ ہے کہ حدیث شریف میں یہ معنٰی بھی وارد ہے اور امام بمعنی پیشوا و مقتدا بھی مراد ہے کہ جیسے انبیاء کو ماننے والے یا ان کے نائبین مشائخ و علماء کے پیچھے چلنے والے اور دوسرے شیطان کے پیروکار تو گویا دُنیا میں جو عمل اور کردار ہے یا جس کی پیروی کرتا ہے۔ اسی کے گروہ یا طبقے میں اٹھایا جائے گا کہ امام کا معنٰی مطلق پیشوا ہے۔ نیک ہو بد مومن ہو یا کافر۔ کہ امامت نبوّت کی طرح کوئی شرعی منصب نہیں۔ خود کتاب اللہ میں کفار کے پیشواؤں کو آئمۃ الکفر کہا گیا ہے تو حاضری پر جب اعمالنامے تقسیم ہوں گے تو مومن کو دائیں ہاتھ میں تھما دیا جائے گا۔ نیک ہو یا گناہگار مگر کفر اور ابدی عذاب سے تو بچ گیا لہٰذا خوش ہو کر اپنا اعمالنامہ پڑھے گا اور کسی پر معمولی زیادتی بھی نہ کی جائے گی۔ جبکہ کفّار کو بالعکس یعنی بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جس پر وہ نجات سے ناامید ہو جائیں گے مگر جو یہاں اندھا پن اختیار کئے رہا اور راہِ ہدایت کو نہ پا سکا اُسے بھلا وہاں نجات کا راستہ کیسے ملے گا۔ جیسے یہاں اندھا تھا وہاں بھی ہو گا اور جیسے یہاں گمراہ تھا وہاں بھی نجات کی راہ سے بھٹک جائے گا۔

کفّار و مشرکین کی دوستی

یہ بدبخت نہ صرف خود بھٹکے ہوئے ہیں بلکہ جس سے دوستی کرتے ہیں، اس کو بھی راہ سے ہٹا دیتے ہیں۔ حتٰی کہ یہ آپ کو بھی احکامِ الٰہی کے خلاف کرنے پر اکسانا چاہتے تھے بلکہ پوری کوشش کر چکے کہ اگر آپ ایسا کریں تو ہم بھی

آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا کریں۔

مشرکین اور کفّار سے دوستی کے لیے مُسلمانوں کی حمایت سے دستبردار ہونا

مشرکین مکّہ کے سرداروں نے خدمتِ عالی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ ہم سب کی طرف مبعوث ہوئے ہیں تو ہمارے لیے بھی موقع پیدا فرمائیں کہ ہم آپ کی خدمت میں بیٹھ کر ارشادات تو سُن سکیں اور آپ جانتے ہیں کہ شہر کے فقراء کے ساتھ ہم نہیں بیٹھ سکتے تو آپ ان غریب مسلمانوں کو مجلس سے اُٹھا دیا کریں اس پر یہ آیۂ مُبارک نازل ہوئی کہ یہ آپ سے اللہ کی وحی کے خلاف کروانا چاہتے ہیں۔ اور مسلمان سے الگ ہونے کی شرط پر کفّار سے دوستی گویا اللہ کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے اور جب یہ عمل آپ سے صادر ہوتا تو اس کا معنٰی تھا کہ اللہ کا حکم ہی ایسا ہے کہ نبی تو اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتا تو اتنے بڑے نقصان کے عوض دوستی اور وہ بھی کافر کی جو بہر حال دشمنی ہی ہوتی ہے۔

اگر آپ کو عصمتِ نبوّت عطا فرما کر ثابت قدم نہ کر دیا ہوتا تو ممکن ہے کہ کسی قدر آپ کا میلان ان کی بات کی طرف ہو جاتا یہ شانِ رسالت ﷺ ہے کہ عصمتِ نبوّت نے تو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کا امکان ہی ختم کر دیا اس کے بغیر بھی نبی کا وجود تخلیقی طور پہ اتنا پاکیزہ ہوتا ہے اور مزاج اتنا صالح ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم اور پسند کے خلاف جانا طبعاً گوارا نہیں کرتا یعنی پھر بھی صرف یہ امکان تھا کہ کسی قدر آپ کا میلان اس طرف ہو جاتا۔

مُسلمانوں کی ذلّت یا مخالفت پر کفّار کی دوستی خریدنے کی سزا

اور اگر آپ ایسا کرتے جو نہ آپ ﷺ نے کیا اور نہ اس کا آپ ﷺ سے امکان ہی تھا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمانے سے مراد ہے کہ پھر دُنیا میں کوئی دُوسرا ایسا نہیں جو یہ عمل کر کے اس سزا سے بچ سکے کہ ایسا کرنے والے کو ہم دوگنا عذاب اس دُنیا میں بھی دیتے اور بعد موت برزخ اور آخرت میں بھی اس کے عذاب کو دوگنا کر دیتے اور اسے ہمارے مقابل کوئی مددگار بھی نصیب

نہیں ہو سکتا۔ اب اس ارشادِ باری کی روشنی میں ان قوموں، ملکوں اور حکمرانوں کو دیکھا جائے جو امریکہ اور یورپ کے کفّار کی دوستی کے بدلے مسلمانوں سے بے اعتنائی برتتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہے اور سب کو ہدایت دے۔

بلکہ کفّار تو آپ کو شہر بدر کرنے کے درپے تھے پھر دوستی کیسی کہ دُنیاوی اعتبار سے بھی ان کے باطن میں تو محض آپ کو خدام سے محروم کر کے شہر سے نکلنے پر مجبور کرنا تھا۔ مگر اللہ کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ اس کے نبیوں کو اپنی سرزمین سے نکال دیتے ہیں۔ پھر وہ بھی وہاں سُکھ کا سانس نہیں لے سکتے اور نہ رہ سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ ایسا کرتے تو انہیں بھی نتیجہ بھگتنا پڑتا کہ آپ سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو جن اقوام نے نکال دیا وہ اسی ضابطہ کے تحت تباہ ہوگئیں کہ یہی سنّت اللہ ہے۔ اور سنّت اللہ میں کبھی تفاوت نہیں ہوتا۔ چنانچہ اہلِ مکّہ نے بھی یہ کر کے دیکھ لیا۔ آپؐ کو ہجرت پہ مجبور کیا مگر آپؐ کے بعد ایک لمحہ آرام نہ پا سکے۔ جنگوں میں ذلیل اور تباہ ہوئے۔ قحط کا شکار ہوئے اور بالآخر مکّہ سے ہاتھ دھو بیٹھے اور آٹھ ہجری میں مکّہ مکرّمہ فتح ہو گیا۔ یہی حال ان افراد کا ہوتا ہے جو سُنّتِ نبویؐ کو اپنی ذات یا اپنے عمل سے خارج کر دیتے ہیں۔ کہ پھر دو عالم میں تباہی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ لہٰذا دُنیا کے امن اور آبرو کے لیے بھی شہروں یا قوموں میں نبی کا وجُود اور اتباع ضروری ہے تو افراد میں بھی اطاعت نبوّت کا عنصر عزّت و آبرو کی بُنیاد ہے۔

رکوع نمبر ۹ — آیات ۷۸ تا ۸۴ — سُبحٰنَ الَّذِیٓ ۱۵/۹

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى
غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ اِنَّ قُرْاٰنَ
الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾
وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖۗ
عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾
وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ

اے محمد سُورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشا کی) نمازیں اور صبح کو قرآن پڑھا کرو کیونکہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضورِ ملائکہ ہے ﴿۷۸﴾
اور بعض حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو) یہ شب خیزی تمہارے لئے (سبب) زیادت ہے (ثواب اور نماز تہجد تم کو نفل) قریب ہے کہ خدا تم کو مقامِ محمود میں داخل کرے ﴿۷۹﴾
اور کہو کہ اے پروردگار مجھے (مدینے میں) اچھی طرح داخل کیجیو اور (مکّے سے) اچھی طرح نکالیو۔ اور اپنے ہاں سے

78. Establish worship at the going down of the sun until the dark of night, and (the recital of) the Qur'ân at dawn. Lo! (the recital of) the Qur'ân at dawn is ever witnessed.
79. And some part of the night awake for it, a largess for thee. It may be that thy Lord will raise thee to a praised estate.
80. And say: My Lord! Cause me to come in with a firm incoming and to go out with a firm outgoing. And give

لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾	زور و قوت کو میرا مددگار بنائیو ﴿٨٠﴾	me from Thy presence a sustaining Power.
وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾	اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا بے شک باطل نابود ہونے والا ہے ﴿٨١﴾	81. And say: Truth hath come and falsehood hath vanished away. Lo! falsehood is ever bound to vanish.[8]
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾	اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے ﴿٨٢﴾	82. And We reveal of the Qur'ān that which is a healing and a mercy for believers though it increase the evil-doers in naught save ruin.
وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـــُٔوْسًا ﴿٨٣﴾	اور جب ہم انسان کو نعمت بخشتے ہیں تو روگرداں ہو جاتا اور پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اسے سختی پہنچتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے ﴿٨٣﴾	83. And when We make life pleasant unto man, he turneth away and is averse; and when ill toucheth him he is in despair.
قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰي شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿٨٤﴾ ع	کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے سو تمہارا پروردگار اس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے زیادہ سیدھے رستے پر ہے ﴿٨٤﴾	84. Say: Each one doth according to his rule of conduct, and thy Lord is best aware of him whose way is right

اسرار و معارف

پ۱۵ - ع ۹ - اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ ..... الى ..... وَهُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۷۸ تا ۸۴

توکفار کی ایذا اور مشرکین کی سازشوں کا مقابلہ آپ اللہ کی عبادت کر کے کریں کہ عبادت سے قربِ الٰہی اور تائیدِ باری نصیب ہوتی ہے اور تائیدِ باری ہی مصائب کا حل اور دشمنوں سے حفاظت کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے لہٰذا قائم کیجئے صلوٰۃ کو دن ڈھلے سے رات کے اندھیرے تک اور علی الصبح بھی عبادات اور نماز میں قرآن پڑھیں کہ علی الصبح قرآن کی تلاوت عبادت یعنی نماز میں رُوبرو ہونے کے برابر ہے کہ شب کی رخصت کے بعد پہلا کام اللہ کی حضوری کا نصیب ہو جو آئندہ دن بھر اور دوسری صبح تک برکات نصیب ہونے کا سبب بنتا ہے۔

حدیث پاک کے بغیر بات سمجھ میں نہیں آسکتی

اس آیہ مبارکہ میں نماز پنجگانہ کا حکم ہے مگر کن اوقات پر اور کس طریقے سے نیز کتنی رکعت اور کتنے رکوع و سجود اور کیسے ادا ہو گی اس سب کی تفصیل حدیث پاک میں اور آپ ﷺ کے عمل میں ہے جس کے بغیر نماز کیسے ادا ہو یہ بات سمجھ میں ہی نہیں آسکتی نہ جانے منکرین حدیث کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

تہجّد

اور رات کا کچھ حصّہ جاگ کر گزاریں۔ قرآن یعنی عبادت اور نماز کے ساتھ اور یہ رات کی نماز یا تہجّد آپ کے لیے نفل یا زیادتی ہے۔ نفل سے مُراد وہ نیک عمل ہے جس کا کرنا ضروری نہ ہو یا جس کے چھوڑنے سے نقصان نہ ہو اگرچہ اس کے کرنے سے بہت ثواب یا فائدہ ہو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ تہجّد کی نماز آپؐ پر فرض تھی مگر مفسّرین کرام کے مُطابق صحیح یہ ہے کہ نماز کی فرضیت سے پہلے تہجّد تمام مسلمانوں پر فرض تھی۔ جب نماز فرض ہوئی تو اس کی فرضیت ختم ہوگئی مگر ترقیِ درجات اور قربِ الٰہی کے لیے نماز پنجگانہ کے ساتھ اس کی خصوصیت ارشاد فرمائی گئی اور آپؐ کے لیے آپؐ کی عظمت کے مُطابق اسکی افادیت ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ اسے بطورِ نفل یا زیادتی کے ادا فرمایا کریں۔ کہ اللہ کریم آپؐ کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا۔ یعنی اتنا بڑا قرب نصیب ہوگا تو آپؐ کی عبادت بھی زیادہ اور افضل ہونا چاہیئے۔

بزرگ عبادت سے مستثنےٰ نہیں ہوتے

تو ثابت ہوتا ہے کہ بُزرگوں کو عبادات بھی اپنی شان کے مُطابق ادا کرنا ہوتی ہیں، نہ آجکل کے جاہلانہ خیال کے مطابق کہ جی فلاں تو بزرگ ہے اسے عبادت کی کیا ضرورت ہے بلکہ بزرگ کبھی عبادت سے مستثنےٰ نہیں ہوتے۔

تہجّد کی رکعت

: بیشتر روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہجّد کی آٹھ رکعت کی روایت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر بھی تہجّد کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ لہٰذا گیارہ رکعت سحری کو ادا فرماتے اور بعض روایات تیرہ ۱۳ کی ہیں۔ ان میں دو رکعت فجر کی سنّت شامل ہیں۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار یا چھ رکعت بھی ادا فرمائی ہیں۔ اس لیے تہجّد چار رکعت سے کم نہ پڑھی جائے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجّد کی نماز پہ مداومت فرمائی ہے اور بغیر مجبُوری کے کبھی نہیں چھوڑی۔ لہٰذا صاحبِ تفسیرِ مظہری کے مطابق تہجّد نفل نہیں بلکہ سنّت مؤکدہ ہے۔ نفل تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی۔

مقامِ محمُود

مقامِ محمُود کی تفصیل میں علماء کے مختلف ارشادات ہیں اور مختلف اقوال نقل کیے ہیں جن میں زیادہ زور اس پہ ہے کہ میدانِ حشر میں جو مرتبہ شفاعت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوگا کہ سب نبی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے۔ اور شفاعتِ

خاص کے طالب ہوں گے یہی مقامِ محمود ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ جنّت میں سب سے بلند اور سب سے اعلیٰ گھر ہے جو صرف آپ ﷺ کے لیے ہے اور آپ ﷺ کی شان کے مطابق تمام جنّت سے اعلیٰ ترین ہے۔ کشفاً اولیاء اللہ کی ارواح کی حاضری ہوتی ہے۔ صرف یہ ایک مقام ایسا ہے کہ جہاں سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوئی ہم رکاب نہیں ہوتا۔ جب بھی حاضری ہو صرف وہ ایک ہستی حاضرِ بارگاہ تشریف فرما ہوتی ہے۔ غالباً اس لیے کہ ان کی معیت بھی تو منفرد ہے کہ معیتِ ذاتِ باری میں بمطابق اِنَّ اللہَ مَعَنَا شریک ہے۔

لہٰذا کفّار کی ایذا سے بچنے کے لیے اسبابِ دُنیا سے مقدم اللہ کی عبادت کو ارشاد فرما کر پھر دُنیا کے ظاہری اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا تو بھی اللہ سے دُعا کرتے رہنے کا ارشاد ہُوا کہ دُنیا کی تدبیر ہجرتِ مدینہ ہے۔ آپ یہاں سے ہجرت کیجئے۔ اور یہ دُعا کرتے ہوئے کیجئے کہ میرے پروردگار میرا کسی جگہ داخل ہونا بھی خیر و خوبی اور صدق کے ساتھ ہو اور کسی جگہ سے خارج ہونا بھی تیری رضامندی، تائید اور نصرت سے ہو۔ اور دُعا کریں کہ اے اللہ میرے لیے اپنی طرف غلبہ اور نصرت مقرر فرما۔

ریاست وحکومت : چونکہ کفّار و مشرکین کے مقابل اسلام کا اجرا آسان نہ تھا۔ بجز اس کے کہ آپ ﷺ کو ریاست و حکومت کا اختیار ہوتا تو یہ دُعا تعلیم فرمائی گویا نفاذِ اسلام اور اجرائے دین کے لیے اختیارات اور حکومت کی طلب بھی کرنا چاہیئے۔ اور اس کے حصُول کی کوشش بھی ورنہ کافر یا بدکار حکومتوں سے تو نفاذِ اسلام کی اُمید نہیں کی جاسکتی۔

اور جب آپ کا عمل یہ ہو گا کہ کفّار کے مقابل اللہ کی عبادت اور اسبابِ دُنیا اختیار کرتے ہوئے اللہ سے دُعا تو فرما دیجئے کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ بے شک جھُوٹ اور باطل مٹ جانے والا ہی تھا۔ یہ آیہ مبارکہ فتح مکّہ پہ نازل ہوئی۔ آپ ﷺ بُتوں کو چھڑی سے مارتے گراتے جاتے تھے۔ اور بیت اللہ میں یہ آیت بھی تلاوت فرما رہے تھے تو گویا حصولِ اقتدار پر بُتوں یا مشرکانہ رسومات اور ان کے نشانات کو مٹانا واجب ہے۔ اور ہم قرآن نازل فرماتے ہیں۔ جو ایمان والوں کے لیے

شفا ہے اور اللہ کی رحمت ہے۔ کہ عقائدِ باطلہ اور اعمالِ فاسدہ سے نجات اور شفا نصیب ہوتی ہے۔ جب کفّار و مشرکین اسی کو نہ مان کر مزید تباہی اور نقصان سے دوچار ہوتے ہیں۔

قرآن ظاہراً بھی شفا ہے

قرآن حکیم کا قلوب کے لیے شفا ہونا تو ظاہر ہے یہاں سے علماء نے ثابت فرمایا ہے کہ ظاہری امراض کے لیے بھی قرآن شفا ہے لہٰذا آیات لکھ کر گلے میں ڈالنا یا پڑھ کر پھونکنا حدیث میں ثابت ہے۔

اور انسانی مزاج تو ایسا ہے کہ اگر ایمان نصیب نہ ہو تو نہ تو رحمت کا احساس ہوتا ہے کہ جب اسے نعمت نصیب ہوتی ہے تو اُلٹا تکبّر اور نافرمانی کرنے لگتا ہے۔ شکر ادا نہیں کرتا اور اگر مصیبت یا پریشانی آجائے تو نا اُمید ہو جاتا ہے کہ ربِ جلیل سے تو اس کا تعلق ہوتا نہیں کہ نجات کی امید کرے تو فرما دیجئے کہ ہر کوئی اپنی پسند کے راستے پہ رواں ہے اور اپنی مرضی کے کام کر رہا ہے۔ خود رب کریم خُوب جانتے ہیں کہ کون سیدھے راستے پر ہے اور درست کام کر رہا ہے۔

رکوع نمبر ۱۰ — آیات ۸۵ تا ۹۳ — سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ ۱۵/۱۰

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ
اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (۸۵)

اور تم سے رُوح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو بہت ہی کم علم دیا گیا ہے (۸۵)

85. They will ask thee concerning the Spirit. Say: The Spirit is by command of my Lord, and of knowledge ye have been vouchsafed but little.

وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا (۸۶)

اور اگر ہم چاہیں تو جو کتاب ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اسے (دلوں سے) محو کر دیں۔ پھر تم اس کے لئے ہمارے مقابلے میں کسی کو مددگار نہ پاؤ (۸۶)

86. And if We willed We could withdraw that which We have revealed unto thee, then wouldst thou find no guardian for thee against Us in respect thereof.

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ
عَلَيْكَ كَبِيْرًا (۸۷)

مگر اس کا قائم رہنا تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ کچھ شک نہیں کہ تم پر اس کا بڑا فضل ہے (۸۷)

87. (It is naught) save mercy from thy Lord. Lo! His kindness unto thee was ever great.[9]

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ
عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا
يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
ظَهِيْرًا (۸۸)

کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں (۸۸)

88. Say: Verily, though mankind and the Jinn should assemble to produce the like of this Qur'ân, they could not produce the like thereof though they were helpers one of another.

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ
اِلَّا كُفُوْرًا (۸۹)

اور ہم نے قرآن میں سب باتیں طرح طرح سے بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگوں نے انکار کرنے کے سوا قبول نہ کیا (۸۹)

89. And verily We have displayed for mankind in this Qur'an all kinds of similitudes, but most of mankind refuse aught save disbelief.

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا
مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾
اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ
فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾
اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا
كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾
اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ
تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ
حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ
ع سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾

اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائینگے جبتک کہ عجیب
غریب باتیں دکھاؤ یعنی یا تو ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری کردو ﴿۹۰﴾
یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور اسکے بیچ میں
نہریں بہا نکالو ﴿۹۱﴾
یا جیسا تم کہا کرتے ہو ہم پر آسمان کے ٹکڑے لا گراؤ یا خدا
اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ ﴿۹۲﴾
یا تمہارا سونے کا گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے
چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک کہ کوئی کتاب نہ لاؤ
جسے ہم پڑھ بھی لیں کہہ دو کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو
صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں ﴿۹۳﴾

90. And they say: We will not put faith in thee till thou cause a spring to gush forth from the earth for us.

91. Or thou have a garden of date-palms and grapes, and cause rivers to gush forth therein abundantly;

92. Or thou cause the heaven to fall upon us piecemeal, as thou hast pretended, or bring Allah and the angels as a warrant;

93. Thou have a house of gold; or thou ascend up into heaven, and even then we will put no faith in thine ascension till thou bring down for us a book that we can read. Say (O Muhammad): My Lord be glorified! I am naught save a mortal messenger!

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۱۰ - وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ..... الی ..... اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۸۵ تا ۹۳

آپ سے رُوح کے بارے سوال کرتے ہیں کہ یہ آخرت دوبارہ زندگی اور حساب کتاب کا سارا نظام اسی بُنیاد پہ استوار ہے کہ رُوح سے حیات ہے اس کی مفارقت موت ہے وہ پھر لوٹے گی تو اجسام زندہ ہو جائیں گے جبکہ کفّار و مشرکین کے نزدیک تو موت ایک خاتمے کا نام ہے۔ تو یہ رُوح آخر کیا شے ہے۔ کہاں سے آتی ہے کدھر جاتی ہے اور کس طرح زندگی کا یا موت کا باعث بنتی ہے۔ مفسرین کے مطابق رؤسائے مکّہ نے ایک وفد مدینہ میں علمائے یہود کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے تو کیسے پرکھا جائے کہ سچ ہے۔ انہوں نے تین سوال بتلائے اصحابِ کہف کے بارے پُوچھا جو سوائے یہود کے علماء کے کوئی نہیں جانتا تھا اس آدمی کا قصّہ پوچھو جس نے مشرق و مغرب کا سفر کیا یعنی ذو القرنین اور رُوح کے بارے سوال کرو اگر سچّا نبی ہُوا تو دو کا جواب دے گا ورنہ تینوں کا جواب دے گا یا کسی کا بھی نہ دے سکے گا۔ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اطلاع ہُوئی دونوں قصّے کتاب اللہ میں موجود ہیں جبکہ تیسرے کا مفصّل جواب نہ دیا اور یوں اس آزمائش میں بھی آپؐ ہی سچّے ثابت ہوئے تو جس کا جواب مفصّل نہ دیا گیا وہ یہی سوال تھا کہ رُوح کیا ہے۔

رُوح کیا ہے

ارشاد ہُوا فرما دیجئے رُوح میرے رب کے امر سے ہے۔ اور تمہیں اتنا علم نصیب نہیں کہ عالم امر کی بات سمجھ سکو یا جان سکو۔ اس موضوع گذشتہ صفحات میں نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي کے تحت بات نقل کی جا چکی ہے۔ یہاں اتنا فرمایا کہ رُوح اللہ کے امر سے ہے وہ کوئی مادی شے نہیں نہ اس کا کوئی توالد و تناسل کا طریقہ ہے کہ معروف ذرائع سے تم جان سکو اس لیے تمہارا علم سارے عالم کی اشیاء کے بارے بھی ہو تو بھی رُوح کو جاننے کے لیے بہت کم ہے کہ فطری عقل و شعور جو انسان کو بحیثیت انسان عطا ہُوا وہ محض مادی دُنیا سے متعلق ہے اور رُوح عالم امر سے متعلق ہے جو مادی تخلیق سے بہت بلندی پر ہے۔

کیا رُوح کے بارے مطلق علم نہیں ہو سکتا

ایسی بات نہیں ہے بلکہ یہاں انسانی فطری اور حصولی علم کی بات ہو رہی ہے جو علم بذریعہ وحی انبیاء کو نصیب ہوتا ہے نہ وہ قلیل ہے اور نہ اس کے ذریعے ان حقائق تک رسائی محال اسی طرح انبیاء کے توسط سے قربِ الٰہی پانے والے افراد جو ولی اللہ کہلاتے ہیں کشفاً یا اللہ کی عطا کے دُوسرے ذرائع سے جان لیں تو درست ہے۔ نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ رُوح کے بارے سرے سے تحقیق ہی نہ کی جائے۔ بلکہ علماء نے ہر دَور میں اس موضوع پر بات کی ہے اور مسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ اب ارشاد ہوتا ہے کہ اطاعتِ الٰہی ہی حصولِ علم کا سرچشمہ بھی ہے ورنہ اللہ قادر ہے کہ کج بحثی کے نتیجہ میں جو علم تمہیں دیا ہے وہ بھی سلب کر لے اور جو ہدایت بذریعہ وحی نازل فرمائی ہے وہ بھی واپس لے لے تو کسی کی مجال نہیں کہ اللہ سے یہ علم واپس دلا سکے۔ نبی جو بہت عظیم ہستی اور منبعِ علوم مصدر برکات ہوتا ہے اگر اس سے علوم نبوّت اللہ واپس لے جائے تو کوئی نہیں روک سکتا ہاں یہ الگ بات ہے کہ خود اللہ کی رحمت ہے کہ وہ نبوّت عطا کرتا ہے مگر واپس سلب نہیں فرماتا کہ اے نبی تجھ پر تو اللہ کا بہت ہی زیادہ فضل و کرم ہے۔ یعنی نبوّت جیسی عظیم نعمت کے عطا ہونے کے بعد اس کے سلب نہ ہونے کی ضمانت تو احسان کی حد ہو گئی جبکہ خود عطائے نبوّت بہت بڑا احسان تھا

نبیؐ کے علاوہ سب خطرے میں ہیں

مگر یہ واضح ہوگیا کہ بجز نبی ہر انسان اس خطرے سے دوچار ہے کہ اس سے علم یا مقامات و منازل سلب ہو جائیں۔ بچنے یا محفوظ رہنے کی واحد صورت یہ ہے کہ نبی ﷺ کی اطاعت کی حدود سے باہر نہ جائے کہ ان کے اندر حفاظتِ الٰہیہ نصیب رہتی ہے۔

اور اللہ کا یہ احسان کیا کم ہے کہ علوم کا خزینہ بصورتِ قرآن تمہاری طرف بھیجا اور اس کا رسول تمہیں ایک لفظ پہنچانے اور سمجھانے پہ ہر آن کمربستہ ہے۔

قرآن حکیم کی صداقت کا بہت بڑا دعوےٰ جس کی آج تک تردید نہ ہو سکی اور نہ کبھی ہو سکے گی

اگر تمہیں اس کی عظمت سے انکار ہے یا اسے عام کتاب جانتے ہو تو دنیا بھر کے سب انسانوں اور جنّوں سے کہو سب جمع ہو کر ایک دوسرے کی پوری مدد کر کے اس کی مثال بنا لائیں جو ہر موضوع پر بات کرے اور یقینی اور حتمی بات کرے جس کی خبر کو چیلنج نہ کیا جا سکے جو دنیا و آخرت کی تمام انسانی ضرورتوں کو محیط ہو اور تجلّیاتِ باری جس کے ایک ایک حرف سے قلوب پر جلوہ ریز ہو رہی ہوں تو یہ دعوےٰ ہے کہ ساری مخلوق مل کر بھی کبھی ایسا نہ کر سکے گی۔ لہٰذا اس خزینۂ علم کو چھوڑ کر جو زندگی کی ہر ضرورت پر خوب کھل کر اور مثالیں دے کر بات کرتا ہے پھر سوالات کرنا اور باتوں کو الجھانا تمہیں زیب ہی نہیں دیتا لیکن تمہاری اصل بدنصیبی یہ ہے کہ تمہیں اس نعمت پر ایمان ہی نصیب نہیں اور کفر و انکار میں پھنسے ہوئے ہو۔

پھر عجیب و غریب سوال کرتے ہیں جو محض احمقانہ اعتراضات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے مگر اللہ کریم ان پر طنز کرنے یا غصہ دکھانے کی تعلیم نہیں دیتے بلکہ ایک خوبصورت چھوٹا سا اور حقیقت کا مظہر جملہ ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

کہ یہ ایمان کی شرط بتاتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری کر دیجئے یا اگر ہمارے لیے نہیں تو اپنے لیے ایک خوبصورت باغ پیدا فرمایئے جس میں رنگ برنگے میوے ہوں اور نہریں

جاری ہوں یا پھر ہم پر عذاب ہی نازل کر دیں اور آسمان کو ہم پر دے ماریں کہ جھگڑا ختم ہو یا للہ کے
وہ یوم حساب بپا کیجئے جس کے بارے آپؐ کہتے ہیں کہ فرشتے آئیں گے اور اللہ کا دربار ہوگا تو کر
دیجئے ایسا یا پھر اپنے لیے ایک زر جواہر سے مرصّع مکان بنا یئے یہ کیا اتنا بڑا دعویٰ اور ایک کچے
گھروندے میں قیام بلکہ آپؐ کو تو زمین پہ رہنا نہ چاہیئے چڑھ جایئے آسمانوں میں کہ اللہ کے رسُول ہیں
اس کی بارگاہ میں جا کر رہیں اور اگر آپؐ آسمان پر بھی چڑھ جائیں تو ہمیں ماننے کی کیا ضرورت ہاں اگر
وہاں سے ہمارے نام اللہ کا خط لائیں جسے ہم خود پڑھیں تو البتہ بات ہو سکتی ہے گویا یہ سب مطالبات
ایسے تھے جیسے وہ رسُول کو اللہ کا شریک یا ویسی ہی طاقتوں کا مالک سمجھ رہے ہوں تو کتنا خوبصورت
جواب ارشاد فرمایا کہ مَیں نے کبھی اپنے خدا ہونے کا دعویٰ تو نہیں کیا مَیں تو بشر ہوں اور تمہیں بشر کے
اوصاف کا بھی علم ہے۔ اس کے اختیارات سے بھی باخبر ہو اور بشری کمزوریوں سے بھی واقف ہو۔
لہٰذا مَیں صرف بشر نہیں بلکہ اللہ کا رسُول بھی ہوں لہٰذا میری بشریت کو ضرور پرکھو کہ دعویٰ رسالت کے
ساتھ زیب دیتی ہے یا نہیں، ذرا کہیں اُنگلی رکھ کر دکھا دو، رہی بات اللہ کے اوصاف کی تو وہ اسی
کے پاس ہیں اور وہی قادر ہے جہاں چاہے چشمے جاری کرے یا باغ پیدا کرے، عذاب بھیج دے یا
قیامت قائم فرمائے یہ اس کا کام ہے۔

نبی کا کردار معیاری ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کے دعوے اس سے بھی غلط ثابت ہوتے ہیں

اس مختصر سے جملہ مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ بحیثیت بشر یا انسان نبی اور رسُول کا کردار مثالی ہوتا ہے۔

اس پر حضرت استاذنا المکرّم رحمۃُ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مرزا قادیانی کی سوانح پڑھ کر یہ دُکھ ہوتا
ہے کہ اگر اس ظالم کو اتنا بڑا دعویٰ کرنا ہی تھا تو اپنا کردار بھی اپنی نظر میں رکھا ہوتا اتنا بھی نہ سوچا کہ
اس قدر گھٹیا کردار سے یہ دعوے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔

رکوع نمبر ۱۱ — آیات ۹۴ تا ۱۰۰ — سُبحٰن الذی ۱۵/۱۱

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ — اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو ان کو ایمان لانے

94. And naught prevented mankind from believing when

الْهُدَىٰٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ أَبَعَثَ ٱللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٤﴾

سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوئی کہ کہنے لگے کہ کیا خدا نے آدمی کو پیغمبر کرکے بھیجا ہے ﴿۹۴﴾

the guidance came unto them save that they said: Hath Allah sent a mortal as (His) messenger?

قُل لَّوْ كَانَ فِى ٱلْأَرْضِ مَلَٰٓئِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُولًا ﴿٩٥﴾

کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے (کہ اس میں) چلتے پھرتے (اور) آرام کرتے (یعنی بستے) تو ہم اُن کے پاس فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے ﴿۹۵﴾

95. Say: If there were in the earth angels walking secure, We had sent down for them from heaven an angel as messenger.

قُلْ كَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًۢا بَيْنِى وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ بِعِبَادِهِۦ خَبِيرًۢا بَصِيرًا ﴿٩٦﴾

کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے وہی اپنے بندوں سے خبردار (اور اُن کو) دیکھنے والا ہے ﴿۹۶﴾

96. Say: Allah sufficeth for a witness between me and you. Lo! He is Knower, Seer of His slaves.

وَمَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِهِۦ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَٰهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ النصف

اور جس شخص کو خدا ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے۔ اور جن کو گمراہ کرے تو تم خدا کے سوا اُن کے رفیق نہیں پاؤ گے۔ اور ہم اُن کو قیامت کے دن اوندھے مُنہ اندھے گونگے اور بہرے (بنا کر) اُٹھائینگے اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم اُن کو (عذاب دینے کیلئے) اور بھڑکا دینگے ﴿۹۷﴾

97. And he whom Allah guideth, he is led aright; while, as for him whom He sendeth astray, for them thou wilt find no protecting friends beside Him, and We shall assemble them on the Day of Resurrection on their faces, blind, dumb and deaf; their habitation will be hell; whenever it abateth, We increase the flame for them.

ذَٰلِكَ جَزَآؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَقَالُوٓا۟ أَءِذَا كُنَّا عِظَٰمًا وَرُفَٰتًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾

یہ اُنکی سزا ہے اسلئے کہ وہ ہماری آیتوں سے کفر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم (مرکر بوسیدہ) ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائینگے تو کیا از سرِ نو پیدا کئے جائیں گے؟ ﴿۹۸﴾

98. That is their reward because they disbelieved Our revelations and said: When we are bones and fragments shall we, forsooth, be raised up as a new creation?

أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّ ٱللَّهَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰٓ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى ٱلظَّٰلِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر ہے کہ اُن جیسے (لوگ) پیدا کردے۔ اور اس نے اُنکے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس میں کچھ بھی شک نہیں۔ تو ظالموں نے انکار کرنے کے سوا (اُسے) قبول نہ کیا ﴿۹۹﴾

99. Have they not seen that Allah Who created the heavens and the earth is Able to create the like of them, and hath appointed for them an end whereof there is no doubt? But the wrong-doers refuse aught save disbelief.

قُل لَّوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّىٓ إِذًا لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ ٱلْإِنفَاقِ ۚ وَكَانَ ٱلْإِنسَٰنُ قَتُورًا ﴿١٠٠﴾ ع ۱۱

کہہ دو کہ اگر میرے پروردگار کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے خوف سے (اُن کو) بند کر رکھتے۔ اور انسان دل کا بہت تنگ ہے ﴿۱۰۰﴾

100. Say (unto them): If ye possessed the treasures of the mercy of my Lord, ye would surely hold them back for fear of spending, for man was ever grudging.

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۱۱ - وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا ..... الى ..... وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ۹۴ تا ۱۰۰

انہیں آپؐ کو اللہ کا رسول ماننے میں ہی رکاوٹ پیش آ رہی ہے کہ کیا اللہ نے بشر کو ایک انسان کو اپنا رسول بنایا ہے یعنی ان کے خیال میں جو انسان ہے کھاتا پیتا ہے۔ سوتا جاگتا ہے۔ گرمی سردی محسوس کرتا ہے۔ اس کے بیوی بچے، گھربار اور خاندان ہے تو گویا سارے احوال میں ایسا

ہی ہے۔ جیسے ہم لوگ ہیں ۔ تو بھلا اسے اللہ کا رسُول کیونکر مان لیں ۔ اللہ تو ہمارے سامنے آنے سے رہا تو پھر اللہ کا حکم اس کے رسُول سے ہی ملے گا تو گویا اللہ کے نام پر بھی اقتدار تو رسُول اللہ کے ہاتھ میں چلا گیا تو ہم ایسا کیوں ہونے دیں گے ہاں کوئی فرشتہ ہوتا جو عام اوصاف میں ہم سے بہت بڑھ کر ہوتا تو بات بھی تھی ۔ اس جاہلانہ سوچ اور محض اقتدار کی ہوس کے لیے مختلف حیلوں کا جواب بھی بہت خوبصورت انداز میں ارشاد ہُوا ۔ بغیر غصہ کئے بغیر کسی طنز کے فرمایا ٹھیک ہے فرشتہ بھی رسول ہو سکتا تھا لیکن اس صُورت میں جب زمین پر بھی فرشتے آباد ہوتے اور انسانوں کی طرح اس عالمِ آب وگل میں مکلف زندگی گذارتے انہیں ایسی ہی ضرورتیں لگائی جاتیں ۔ پھر ان کی تکمیل کے اسباب وذرائع کائنات میں پیدا کئے جاتے تو ان کو اپنانے یا اختیار کرنے کے طریقوں پر اللہ کی رضامندی کا مدار ہوتا تو یقیناً ان کی طرف رسُول بھی فرشتوں ہی کو بنایا جاتا مگر اب جبکہ زمین پہ انسان بستے ہیں تو رسُول بھی یقیناً انسان ہی ہو گا جسے ویسی ہی سب ضرورتیں درپیش ہوں اور ان میں اطاعتِ الٰہی اختیار کر کے ثابت کرے کہ انسانی فلاح اسی میں ہے اور یہ سب ممکن ہے ۔ اتباعِ شریعت محال نہیں ۔

نبی اور ولی انسان ہوتے ہیں اور عام انسانی زندگی گذارتے ہیں

اس آیہ کریمہ میں موجودہ دَور کی بدعات کا رد بھی آگیا کہ نبیؑ کی بشریت کا انکار کیا جاتا ہے حالانکہ عظمتِ نبوت میں یہ ہے کہ تمام انسانی ضرورتوں کے باوجود انہیں اللہ کے ناپسندیدہ طریقے سے پُورا نہیں فرماتا اور یہی کمالِ ولایت ہے کہ ولی اللہ دُنیا کے معاملات کو اللہ اور اس کے رسُول کے احکام کے مطابق اور بحُسن وخوبی ادا کرتا ہے نہ آج کے دَور کی خرافات کی مانند کہ ولی کا کوئی گھر گھاٹ نہ ہو جنگل میں پایا جائے ، کھاتا پیتا نہ ہو وغیرہ ذالك من الخرافات

فرما دیجئے کہ اب ان سب دلائل عقلی اور نقلی کے ساتھ بے شمار معجزات اور اللہ کی کتاب کے باوجود اگر تم قبول کرنے کو تیار نہیں تو پھر میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ ہے جو میری محنت و کوشش سے بھی واقف ہے تمہارے انکار پہ اصرار کو بھی دیکھ رہا ہے کہ اپنے بندوں اور اپنی مخلوق کے ہر حال سے ہر آن باخبر بھی ہے اور خود بھی ملاحظہ فرما رہا ہے اسے کسی کے بتانے کی احتیاج نہیں ۔

ہدایت کا مدار

ہدایت بھی اللہ ہی کی دین ہے اور اس کا مدار بھی اس بات پر ہے کہ کسی کی قلبی حالت کیسی ہے اور کیا اس میں اللہ کو ماننے کی استعداد جو اسے اللہ سے ملی تھی باقی ہے ورنہ جس نے گناہ کر کے وہ استعداد ہی کھو دی ہوئے اسے اللہ ہدایت نہیں دیتے لہٰذا ہدایت وہی پا سکتا ہے جسے اللہ کی طرف سے ہدایت نصیب ہو اور جو اللہ کی ذات سے ہی اس قدر دُوری پہ چلا جائے کہ اللہ ہی اسے قریب نہ آنے دے تو پھر اللہ کے علاوہ ان کا کوئی مددگار اور معاون نہیں ہو سکتا۔ نہ صرف یہ دُنیا بلکہ یہ تو آخرت میں بھی اپنے اُلٹے کردار کے باعث جسمانی طور پر بھی اُلٹے ہو کر میدان حشر میں آئیں گے اور جیسے آج ہدایت کی راہ سے اندھے بہرے اور گونگے بن رہے ہیں کہ نہ حق دیکھنے کا تکلف کرتے ہیں نہ سُننے اور بولنے کا ایسے ہی نجات کی راہ سے اندھے گونگے اور بہرے ہو کر جہنم میں پھینکے جائیں گے جو دم بدم بھڑکائی جاتی رہے گی۔ اور جس کی تپش بڑھتی ہی رہے گی۔ کبھی کم نہ ہو گی۔ ان کے کفر کی یہی سزا ہے کہ کس دلیری سے کہہ دیتے ہیں کہ جب مر کر ہم گل سڑ جائیں گے تو پھر بھلا کیسے نئے سرے سے تخلیق ہو سکیں گے۔

کیا یہ زمین و آسمان کے خالق کی عظمت سے بھی غافل ہو گئے کہ جو خالق عدم سے اتنی بڑی کائنات کو وجود میں لانے والا ہے۔ وہ ان جیسوں کو بنانے پہ قادر نہیں جن کو پہلے ایک قطرے سے بنا چکا انہیں مٹی گارے سے بھی بنائے گا اور بلاشبہ اس کام کا وقت مقرر ہو چکا ہے جب وقت آئے گا تو یقیناً ایسا ہو گا۔

مگر ان ظالموں کا ظلم اور بدکرداری ہی ان کے انکار اور ناشکری کا باعث بن گئی ان سے کہیئے کہ انسانی مزاج اگر اسے نورِ ایمان نصیب نہ ہو تو ایسا تنگ ظرف ہے کہ اگر نبوت اور کمالاتِ نبوت کے خزانے اللہ تمہارے اختیار میں دے دیتا جو کبھی کم نہیں ہوتے مگر تم شاید پھر بھی کسی کو نہ دے سکتے کہ اگر ایمان نصیب ہو تو نبی پر ہی ہوتا ہے اور نورِ ایمان سے ظرفِ انسانی میں وہ وسعت آتی ہے کہ اللہ کے لیے دو عالم سے دست بردار ہو سکتا ہے مگر اس کے بغیر جس حال میں تم ہو اگر تمہیں نورِ نبوت اور کمالاتِ نبوت کا خزانہ بھی مل جائے تو اس پہ سانپ بن کر بیٹھ رہو گے۔ اور اپنی تنگ ظرفی کے باعث

کسی کو مقرر نہ کر پاؤ گے۔ کہ پھر یہ خیال ویسے ہی تمہیں ستائے گا کہ اگر کسی کو ہمارے مشورہ پر بھی رسالت مل تو اس کی اطاعت کرنا پڑے گی اور یوں وہ تو بادشاہ بن جائے گا اور ہم کوئی مقام و مرتبہ اس کے مقابل نہ پا سکیں گے۔

بیعت توڑنے والوں کا مرض

بیعت کر کے توڑنے والوں کا سبب بھی عموماً ان کی ذات میں متکبّرانہ خیالات اور ذاتی اقتدار کی طلب ہوتی ہے۔ ورنہ تو بغیر واقفیت تو کوئی بیعت نہیں کرتا اور اگر اس کا کردار درست نہ ہو تو بیعت کرنا ہی درست نہیں اب یہ سب دیکھ کر بیعت کر لی تو پھر اپنے ذاتی تکبّر پر زد پڑی تو توڑنے کے حیلے سوچے جاتے ہیں۔ لہٰذا بیعت توڑنے والے کبھی بھی بھلے لوگ نہیں ہو سکتے۔ ہمیشہ تنگ نظر اور تنگ ظرف ہُوا کرتے ہیں۔

رکوع نمبر ۱۲ — آیات ۱۰۱ تا ۱۱۱ — سُبحٰنَ الَّذِیٓ ۱۵/۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ
فَسْــَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ
لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے دریافت کر لو کہ جب وہ اُنکے پاس آئے تو فرعون نے اُن سے کہا کہ موسیٰ! میں خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے ﴿۱۰۱﴾

101. And verily We gave unto Moses nine tokens, clear proofs (of Allah's Sovereignty) Do but ask the Children of Israel how he came unto them, then Pharaoh said unto him: Lo! I deem thee one bewitched, O Moses.

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّىْ
لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

انہوں نے کہا کہ تم یہ جانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے سوا اسکو کسی نے نازل نہیں کیا۔ (اور وہ بھی تم لوگوں کے) سمجھانے کو اور اے فرعون۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے ﴿۱۰۲﴾

102. He said: In truth thou knowest that none sent down these (portents) save the Lord of the heavens and the earth as proofs, and lo! (for my part) I deem thee lost, O Pharaoh.

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۙ ﴿۱۰۳﴾

تو اس نے چاہا کہ ان کو سرزمین (مصر) سے نکال دے تو ہم نے اس کو اور جو اسکے ساتھ تھے سب کو ڈبو دیا ﴿۱۰۳﴾

103. And he wished to scare them from the land, but We drowned him and those with him, all together.

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا
الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا
بِكُمْ لَفِيْفًا ۭ ﴿۱۰۴﴾

اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو سہو پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے ﴿۱۰۴﴾

104. And We said unto the Children of Israel after him: Dwell in the land; but when the promise of the Hereafter cometh to pass We shall bring you as a crowd gathered out of various nations.

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۘ ﴿۱۰۵﴾

اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کیساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کیساتھ نازل ہوا اور (اے محمد) ہم نے تمکو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۱۰۵﴾

105. With truth have We sent it down, and with truth hath it descended. And We have sent thee as naught else save a bearer of good tidings and a warner:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ
عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اسکو آہستہ آہستہ اتارا ہے ﴿۱۰۶﴾

106. And (it is) a Qur'an that We have divided, that thou mayest recite it unto mankind at intervals, and We have revealed it by (successive) revelation.

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ ﴿۱۰۷﴾

کہہ دو کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (یہ فی نفسہٖ حق ہے) جن لوگوں کو اس سے پہلے علم (کتاب) دیا گیا ہے جب وہ انکو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں ﴿۱۰۷﴾

107. Say: Believe therein or believe not, lo! those who were given knowledge before it, when it is read unto them, fall down prostrate on their faces, adoring,

وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ ﴿۱۰۸﴾

اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے۔ بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہو کر رہا ﴿۱۰۸﴾

108. Saying: Glory to our Lord! Verily the promise of our Lord must be fulfilled.

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ ﴿۱۰۹﴾ السجدۃ

اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں (اور) روتے جاتے ہیں اور اس سے اُن کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے ﴿۱۰۹﴾

109. They fall down on their faces, weeping, and it increaseth humility in them.

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ ﴿۱۱۰﴾

کہہ دو کہ تم (خدا کو) اللہ (کے نام سے) پکارو یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اُس کے سب نام اچھے ہیں۔ اور نماز نہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو ﴿۱۱۰﴾

110. Say (unto mankind): Cry unto Allah, or cry unto the Beneficent,[11] unto whichsoever ye cry (it is the same). His are the most beautiful names. And thou (Muhammad), be not loud voiced in thy worship nor yet silent therein, but follow a way between.

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝ ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲

اور کہو کہ سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے۔ اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتوان ہے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو ﴿۱۱۱﴾

111. And say: Praise be to Allah, Who hath not taken unto Himself a son, and Who hath no partner in the Sovereignty, nor hath He any protecting friend through dependence. And magnify Him with all magnificence.

—o—

اسرار و معارف

پ ۱۵ - ع ۱۳ - وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ ..... الی .... وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا - ۱۰۱ تا ۱۱۱

یہی تکبر اور اپنی بڑائی تو فرعون اور اس کی قوم کو لے ڈوبی تھی جبکہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں یعنی بے شمار معجزات میں نو بہت بڑے بڑے معجزات دے کر مبعوث فرمایا کہ عصا، یدِ بیضا، لکنت کا دُور ہونا۔ سمندر کا پھٹنا۔ ٹڈی کا عذاب۔ مینڈکوں کا عذاب، جوؤں کا عذاب، طوفان اور پانی کا خون ہو جانا یہ نو تو ایسے واضح معجزات تھے۔ جنہیں ہر عام ذہن کا آدمی بھی دیکھ رہا تھا اور بعض مفسرین کے مطابق وہ نو احکامِ الٰہی تھے۔ جو نو آیات شمار کئے گئے ہیں۔ مگر بنی اسرائیل بھی خوب واقف ہیں ان ہی سے پُوچھئے کہ فرعون نے کیا جواب دیا تھا کہ ان واضح معجزات کے باوجود کہنے لگا موسیٰ ہیں تو آپ کو سحر زدہ خیال کرتا ہوں کہ آپ کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں اور میرے علاوہ کسی اور کو اِلٰہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں مخلوق کا مالک کوئی اور ہے اور اس بات

کے پس پردہ ان کفار کی طرح اس کا بھی محض ذاتی تکبر تھا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیری یہ باتیں محض لوگوں کو دھوکے میں رکھنے کے لیے ہیں ورنہ اے فرعون تو بھی خوب جانتا ہے یہ نشانیاں کائنات کے پروردگار نے سمجھانے کو اور تجھے راہِ راست پہ لانے کو بھیجی ہیں۔ اگر تو رب ہوتا تو ان کو یا ان کے اثرات کو بدلنے میں خود کو عاجز کیوں پاتا کہ ہر عذاب پہ پھر مجھ سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ تیرے اس طرزِ عمل پہ مجھے تیری ہلاکت نظر آتی ہے اور تو تباہ ہوا چاہتا ہے۔ مگر بجائے قبول کرنے کے فرعون ایسے طریقے سوچنے لگا کہ بنی اسرائیل کو کبھی پنپنے نہ دے کہ کہیں اس کی حکومت کے لیے خطرہ نہ بن جائیں مگر اللہ کی گرفت بھی بہت سخت ہے۔ ہم نے نہ صرف اس کو بلکہ اس کے تمام معاونین کو اس کے ساتھ ہی غرق کر دیا اور پورا ملک بنی اسرائیل کے سپرد کر دیا اور فرمایا اللہ کی زمین پر آرام سے رہو۔ بس مگر یاد رکھو جب وعدہ آخرت کا وقت آئے گا تو تم سب کو بھی جمع کیا جائے گا یہ نہ ہو کہ آخرت سے بے فکر ہو کر گمراہی میں پھنس جاؤ۔

اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں آپ کو بھی ہم نے ہی مبعوث فرمایا ان لوگوں کی طرف اور حق کے ساتھ کتاب عطا فرمائی جس کا نزول بھی حق کے ساتھ ہے کہ اثنائے راہ میں کسی کمی بیشی یا ناحق کا گمان نہیں۔

عقیدہ تحریف قرآن باطل ہے

جب بارگاہِ الٰہی سے رسول اللہ تک پہنچنے میں ایسی حفاظتِ الٰہی حاصل ہے کہ کوئی کمی بیشی کا گمان نہیں تو جب رسول اللہ کی زبان پاک سے بیان ہو کر مصحف بن چکا اور ہزاروں حفاظ کے سینوں میں بھی محفوظ ہو چکا تو اب کیسے تبدیل کیا جا سکتا ہے اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اگر خلفاء راشدین نے تبدیل کیا تو گویا انہوں نے اللہ کی کتاب بدل لی مگر ان کی بنائی ہوئی اور ترتیب دی ہوئی کوئی نہ بدل سکا۔ لہٰذا تحریف قرآن کا عقیدہ باطل ہے۔

اور ہم نے آپ کو جو منصبِ رسالت عطا کر کے بھیجا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ آپ اللہ کی اطاعت پر خوشخبری سنائیں اور برائی اور نافرمانی کے انجام بد سے ہر وقت خبردار کریں۔ اب کوئی مانتا ہے یا نہیں اس سے آپ کا تعلق نہیں بلکہ یہ قرآن تو آپ کے بے شمار معجزات میں ایک

عظیم الشان معجزہ ہے۔ لہٰذا اس کی تلاوت میں بھی یہ رعایت ضروری ہے کہ آپ ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھا کر تلاوت فرمائیں۔ جس طرح اللہ نے اُسے ایک دم سے نازل نہیں فرمایا کہ لوگ سوالات کے جواب تلاش کریں بلکہ ہر ضرورت پر اس کا حل نازل فرما دیا کہ لوگ آسانی سے سمجھ سکیں۔

آپ ﷺ فرما دیجئے کہ لوگو تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ یہ معاملہ تو تمہارا اپنے مالک کے ساتھ مگر جہاں تک کتاب اللہ کی حقانیت کا تعلق ہے تو منصف مزاج علماءِ سابقہ بھی خوب پہچانتے ہیں اور جب ان کے سامنے یہ قرآن پڑھا جاتا ہے تو منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاک ہے ہمارا پروردگار اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ یعنی پہلی کتب میں بعثت نبوی اور نزول قرآن کی خبر تھی اور وہ پوری ہو رہی ہے۔ ویسے ہی قیامِ قیامت کی خبر بھی حق ہے۔ جو ضرور پوری ہوگی۔ اور قرآن سُنتے ہوئے ان پر گریہ طاری ہو جاتا ہے اور سجدے میں گر جاتے ہیں جس کے سبب انہیں مزید خشوع اور کیفیاتِ قلبی عطا ہوتی ہیں۔ صاحبِ تفسیر مظہری نے تلاوت میں رونا مستحب لکھا ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ دلی کیفیت ہے جو ایمانی قوت سے نصیب ہوتی ہے اور کلام اللہ کے اثر سے رونا نصیب ہو جائے تو نجات کی دلیل ہے۔

ان کا یہ کہنا کہ آپ پہلے تو اللہ کو پکارتے تھے۔ اب رحمٰن کا تذکرہ بھی ہے کہ بسم اللہ میں رحمٰن بھی آ گیا تو فرمائیے وہ ذاتِ واحد لاشریک ہے اور اس ایک ہی ذات کے بہت سے خوبصورت نام ہیں۔ لہٰذا اس کے کسی بھی پیارے نام سے اُسے پکارا جائے وہ اسی کو پکارنا ہے اور آپ نماز میں تلاوت اعتدال سے کیجئے کہ نہ اتنا بلند ہو کہ کفار سُن کر طنز کریں اور نہ اتنا پست کہ مقتدی نہ سُن سکیں۔ بلکہ معتدل طریقے سے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیئے اور کہہ دیجئے کہ سب خوبیاں اسی واحد اللہ کی ذات کے لیے ہیں جس کا کوئی ہمسر ہے نہ ہوگا۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ اس کی سلطنت و حکومت میں کسی کو دخل ہے۔ وہ ذات ہر طرح کی کمی اور کمزوری سے پاک ہے کوئی ایسا نہیں جس کی مدد کی ضرورت اسے پڑے بلکہ اس سب سے بھی بڑھ کر اللہ کی بڑائی اس قدر بیان کریں جیسی اسے سزاوار ہے۔